REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA
AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۳
شمارہ ۴

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۹ ذوالحجہ ۱۳۹۳ھ — ۲۴ صلح ۱۳۵۳ ہش — ۲۴ جنوری ۱۹۷۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۲ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی اور فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۲۲ صلح (جنوری)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ — قادیان اور اس کے مضافات میں چند دن کچھ دھوپ رہی۔ اب پھر سردی کی لہر چل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بد اثرات سے سب کو محفوظ رکھے آمین۔

مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا ہوں!

تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمۂ اسلام و اشاعتِ نور حضرت خیر الانام اور تائیدِ مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دُنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دینِ اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ مَیں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا۔ اور اُسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دُوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اُس کے دین کی تجدید کرے گا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اور اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ مَیں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے مَیں رُک نہیں سکتا کہ **مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا۔** تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ مَیں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مردِ خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیرو ڈیس کے عہدِ حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔ تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اوّل کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا۔ ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا اور وہ مثیل المسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا۔ اور وہ اُترنا رُوحانی طور پر تھا۔ جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریم کے اُترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے انکار کرنے میں جلدی نہ کرے تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دُنیا کے لوگ جو تاریک خیالی اور اپنے پرانے تصورات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو اُن کی غلطی اُن پر ظاہر کر دے گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربّ جلیل کا کلام ہے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اُن حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اِسی زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائے گی اور ہر ایک حق پوش دجال دُنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجتِ قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ **اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی**، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہمِ عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔"

(فتحِ اسلام صفحہ [illegible])

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۴ صلح ۱۳۵۳ ہش

"اطاعت خلاصہ ہے دین کا"

اسلام نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کی زندگی پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو فرد اکیلا کچھ بھی نہیں۔ اس کی ساری قوت اور اس کی تمام تر شان و شوکت اجتماعیت ہی سے نکھرتی اور نمایاں ہوتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اقبال نے جب یہ کہا کہ ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

تو اس میں بھی انسان کی اجتماعی زندگی ہی کو نمایاں کیا گیا ہے۔ پھر یہ بات تو ہمیشہ ہی پیشِ نظر رکھی جانے کے قابل ہے کہ اجتماعیت میں کسی کو پیشوا اور لیڈر ماننا پڑے گا۔ اور دوسروں کو اُس کی ہدایت اور راہنمائی اختیار کرنا لازمی ہوگا۔ اگر یہ صورت نہیں تو "میں بھی رانی تو بھی رانی کون بھرے گا پانی" والا معاملہ بن کر رہ جاتا ہے۔ پھر "اسلام" کا لفظ بھی تو ہر شخص کے دماغ سے انا نکال کر پہلے نمبر پر اُسے کامل تسلیم و رضا کا ہی سبق دیتا ہے۔ اس لئے جب ہم نے عنوان میں کہا کہ دینِ اسلام کا خلاصہ اطاعت اور فرمانبرداری ہے تو درحقیقت یہ دوسرے لفظوں میں اسلام ہی کی تعریف تھی۔ کوئی غیر متعلق مفہوم درآمد نہیں کیا گیا۔

عامۃ المسلمین جو اس وقت انتشار اور پراگندگی کا شکار ہیں اور اپنی ہیئتِ اجتماعیہ کے لئے سرد آہیں بھرتے ہیں اُن کے لئے بھی پہلا اور آخری سبق فقط یہی ہے کہ وہ بھول جائیں انفرادیت کو، نکال دیں دماغ سے انا کو، گم ہو جائیں اجتماعیت میں، جس کو اپنا قائد یا امام جانیں اُس کے ہاتھ میں اپنا سب کچھ سونپ دیں۔ بس یہی عین اسلام ہے ——!!

احمدیہ جماعت کو جو دیگر اسلامی فرقوں سے نمایاں درجہ کا امتیاز اور فوقیت حاصل ہے تو یہی کہ وہ ایک ہاتھ پر جمع ہیں۔ اس ایک ہی ہاتھ پر جمع ہو جانے کے بعد اطاعت گزاری بڑے بڑے جماعتی کام سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے فریضہ کی بجا آوری تک سب کا مطمحِ نظر بنتی ہے۔ وہ لوگ جن کی طباع میں کجی ہوتی ہے یا چند ٹکوں کے مالک بن کر ہمچو ما دیگرے نیست کا خیال دماغ میں جما لیتے ہیں تو دراصل یہ ایک شیطان ہے جو اُن کے تحت الشعور میں چھپا بیٹھا اُن کو بدراہی پر ڈال رہا ہوتا ہے۔ انہیں یہی روحانیت میں اُوپر اُٹھنے ہی نہیں دیتا۔

پس یہ بات بڑی اہم اور بڑی قابلِ قدر ہے کہ نظامِ جماعت کو برقرار رکھنے اور اس سے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کو ہمہ وقت پیشِ نظر رکھا جائے۔ جس میں حضورؐ نے فرمایا

"من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ"

[illegible] امیر کی اطاعت کرتا ہے گویا اس نے میری اطاعت کی اور جو میری اطاعت کرتا ہے وہ خدائے بزرگ و برتر کا مطیع اور فرمانبردار بندہ ہے ——!! ذرا اس کی جانب [illegible] ذہن میں لائیے اور دیکھئے بات کہاں سے کہاں پہنچ [illegible] ہے۔ بسا اوقات [illegible] چھوٹی نظر آنے والی باتیں نتائج کے لحاظ سے بہت بڑی ہوتی ہیں۔ انہیں میں سے اپنے امیر کی؛ اپنے یہاں کے کسی افسر کی اطاعت اور اس کے احکام کی بجا آوری سے پہلوتہی کرنا ہے۔ اور دل ہی دل میں یہ سمجھ لینا کہ مَیں کوئی خاص غلطی نہیں کر رہا حالانکہ باریک بین نگاہ اس کو بہت بڑی غلطی قرار دیتی ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے سورت آلِ عمران کی حسبِ ذیل آیتِ کریمہ کے الفاظ پر ذرا نظرِ امعان ڈالئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ (آیت ۳۳)

اس آیتِ کریمہ کا پہلا حصّہ تو بالکل واضح ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا واضح حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے دوسرے حصّہ میں اطاعت گزاری سے رُوگردانی کرنے والوں کے عبرتناک انجام پر نظر کرنا بھی ضروری ہے۔ بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ آیتِ کریمہ کا یہ دوسرا حصّہ اپنے مبارک [illegible] کے اندر ایک بہت بڑا تازیانہ رکھتا ہے۔ تو یہ بات چنداں مبالغہ آمیز نہ ہوگی۔ یعنی جو آدمی جو مُنہ سے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا دم بھرتا ہے۔ لیکن بموجب ارشادِ نبوی نظامِ جماعت کی طرف سے مقررہ امیر یا افسر کی اطاعت سے پہلوتہی کرتا ہے پھر اس کے احکام سے تولّی کے کیا معنے ہوئے؟ اگر چشمِ بصیرت وا ہے تو وہ از خود ہی دیکھ سکتا ہے کہ آیتِ کریمہ کا یہ حصّہ اپنے اندر بڑی ہی عبرت رکھتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ کوئی احمدی مسلمان بھائی جماعت کے شیرازے میں پروئے ہوئے ہونے کے باوجود اس تنبیہ کا مورد بن جائے!!

سورت آلِ عمران کی جس آیتِ کریمہ کا ابھی ہم نے ذکر کیا اس کے علاوہ سورت النساء کی مشہور و معروف آیت تو اس مسئلہ کے اثباتی پہلو پر بڑے ہی مؤثر طریق سے روشنی ڈالتی ہے۔ اور ہر مخلص کے لئے ہمیشہ کی راہِ امن تجویز کر دیتی ہے۔ چنانچہ اس میں مومنوں کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:—

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (النساء: آیۃ ۶۰)

آیتِ کریمہ کے اس حصّہ میں اطاعت گزاری کو اللہ اور رسولؐ سے بڑھا کر اولی الامر منکم تک ممتد کر دیا گیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جو ارشادِ نبویؐ من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ میں بیان ہوا ہے۔ اور یہ جو مسلمانوں میں عام مشہور ہے کہ کلام اللہ قرآنِ صامت ہے جس کے مقابل میں حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ ناطق ہیں تو یہ بات اس مذکورہ مثال سے بہت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اور جس نے بھی ایسا کہا شانِ نبویؐ میں کہی گئی یہ بات کوئی اچنبھے کی ہرگز نہیں ہے۔

یہاں تک آپ نے سورت نساء کی آیتِ کریمہ کے ابتدائی حصّہ سے بات کا ایک حصّہ مستحضر کر لیا۔ اب لیجئے اس موقع کی ایک اور بات بھی یاد رکھنے جائیے، وہ بات یہ ہے کہ جہاں اجتماعیت ہوگی وہاں تھوڑا بہت اختلاف ہونا بھی ممکنات سے باہر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورت نساء کی اس آیتِ کریمہ کے اگلے حصّہ میں اس امر کے بارے میں کامل ہدایت نامہ بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

(ترجمہ) "اگر تم حکام سے کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اور اُن کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کر لو۔ یہ بات بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے۔"

دیکھا آپ نے مآل اور انجام کے لحاظ سے بھی بات وہیں آگئی کہ اللہ اور اس کے رسول کی بات بہرحال مقدم ہے۔ اور اختلاف کی صورت میں بھی تمہاری اپنی رائے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ وہاں بھی اللہ اور اس کے رسول کا تتبع ضروری ہے۔

اس جگہ ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاٰخر کے الفاظ خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں کہ یہ ساری پابندیاں بس اسی کے لئے ہیں جو اپنے آپ کو ایمان کی رسّی سے باندھ دیتا ہے۔ اور حبل اللہ کو تھام کر اسلامی شیرازے کا جزو بن جاتا ہے۔ اس کے بعد اسی آیتِ کریمہ کے آخری حصّہ میں معقولی رنگ کی راہنمائی فرمائی کہ نتائجِ اعمال کے لحاظ سے بھی اگر سوچو تو یہی اندازِ فکر اور طریقِ فیصلہ تمہارے لئے زیادہ اچھا اور ہر قسم کی خیر و برکت کا موجب ہوگا۔

اب ہم آخر میں اس سلسلہ کی ایک اور بات عرض کر کے آج کی گفتگو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہے سورت النور کی آیتِ استخلاف۔ اس آیتِ کریمہ پر حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا دعویٰ کیا۔ اور اسی آیتِ کریمہ کو دوسرے پہلو سے بموجب حدیثِ نبویؐ اپنے زمانہ کے لئے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے اجراء کی وضاحت اور تفصیل کے طور پر بیان کیا ہے۔

آیتِ استخلاف، سورت النور کے ساتویں رکوع میں آیت ۵۶ پر آتی ہے۔ اس رکوع سے پہلے بھی اور یہ سارا رکوع بھی جس اہم مضمون پر مشتمل ہے وہ یہی **اطاعت گزاری** کا مضمون ہی ہے۔ بمقابلہ دوسری قرآنی سورتوں کے سورۃ النور کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ اور وہ یہ کہ اس سورت شریفہ کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "سورۃ انزلناھا وفرضناھا وانزلنا فیھا اٰیٰتٍ بیّنٰتٍ لعلکم تذکرون۔" اگرچہ علماء نے اس کے بارے میں اور بھی بہت سی عمدہ عمدہ تشریحات بیان فرمائی ہیں۔ وہ اپنی جگہ بہت مناسب اور قابلِ قدر ہیں۔ لیکن ہم یہ بات بڑی عزیمت سے سمجھتے ہیں کہ سورۃ النور کے متعلق یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ ایسی سورت ہے جسے ہم نے خاص طور پر اُتارا ہے اور اس کے احکام کی بجا آوری فرض قرار دی ہے۔ اور اس میں واضح نشانات اس لئے نازل کئے ہیں کہ تا تم ان کو خوب یاد رکھو تو اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس سورت شریفہ میں مسلمانوں کی ھیئۃ جامعہ پر بڑے ہی جامع و مانع الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور واضح کیا گیا ہے کہ اسلام ہی وہ زندہ اور کامل و اکمل دین ہے جس میں اجتماعیت پر خاص زور دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سفر یورپ کے اہم کوائف

روزن ہیم، سالسبرگ اور جرمنی کے متعدد دوسرے شہروں میں حضور کا ورودِ مسعود!!

روزن ہیم ۳۰ راگست ۱۹۷۳ء:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوٹل گبرائیلی سے روزن ہیم (جرمنی) کے لئے روانہ ہوئے۔ موٹر بوٹ سے سامان اُتارنے اور گاڑیوں پر لادنے میں ایک گھنٹہ لگا۔ بعد دُعا پونے دس بجے روزن ہائیم کے لئے روانگی ہوئی۔ یہ سفر خاصا طویل ہے۔ فاصلہ اندازاً ساڑھے تین سو سے چار سو میل ہے۔ راستے میں آسٹریا کا ملک پڑتا ہے۔ پہلے پروگرام تو یہ تھا کہ آسٹریا سے آگے یوگوسلاویہ بھی حضور تشریف لے جائیں گے۔ لیکن بوجوہ وہاں جانے کا ارادہ ملتوی فرما دیا۔

راستہ پڈووا۔ ویرونا۔ ٹرینٹو۔ بالزانو کے پاس سے گزرتا ہے۔ اٹلی میں جگہ جگہ سڑک کا محصول ادا کرنا پڑتا ہے۔ بالزانو کے بعد اٹلی کی سرحد ختم ہو جاتی ہے۔ سارا راستہ حدِ نظر تک انگوروں کے کھیت پھیلے ہوئے ہیں۔ سیب، ناشپاتی، آڑو اور آلوچہ بھی بے شمار ہے۔

بالزانو کے بعد آسٹریا کی سرحد میں داخل ہوئے۔ اور درہ برنیر (BRENNER PASS) سے گزرے۔ درّے کے دونوں جانب خصوصاً آسٹریا کی جانب قدرتی مناظر انتہائی حسین اور دلکش ہیں اور تا حال جتنے خوبصورت علاقوں میں سے گزرے ہیں۔ اُن میں سے یہ علاقہ سب سے خوبصورت ہے۔ جنگل، ڈھلانیں، سبزہ، ہائے زار، ندی نالے سبھی بے حد روح افزا اور دل نواز قدرتی تصویریں ہیں۔ جنہیں دستِ قدرت نے کچھ اس انداز سے سنوارا ہے کہ زبانیں بے اختیار تسبیح و تحمید سے تر ہو جاتی ہیں۔

برینر پاس کے بعد انز برک (INNS BRUCK) اور اس کے بعد کفشٹائن (KUFSTEIN) آتا ہے۔ یہاں پر آسٹریا اور جرمنی کی سرحد واقع ہے۔ سرحد پر سرسری چیکنگ ہوئی اور تین سو اٹھائیس میل کا فاصلہ طے کر کے شام روزن ہیم (ROSENHEIM) میں ہوٹل گولڈنر ہرش (HOTEL GOLDNER HIRSCH) پہنچ گئے۔ ہوٹل میں کمرے پہلے سے بُک ہو چکے تھے۔ حضور کمرہ نمبر ۱۴ میں تشریف فرما ہیں۔

آج کے طویل سفر کے بعد حضور خاصے تھکے ہوئے ہیں۔ کل کا دن یہاں توقف فرمائیں گے۔ اور پرسوں انشاء اللہ آگے HANOVER کے لئے روانگی ہوگی۔

۳۱ راگست ۱۹۷۳ء:

آج حضور صبح روزنہم (جرمنی) سے سالسبرگ SALZBURG (آسٹریا) تشریف لے گئے۔ راستہ خائم جھیل (CHEIM LAKE) کے پاس سے گزرتا ہے۔ بہت وسیع عریض جھیل ہے۔ سڑک کے بائیں جانب جھیل اور جھیل کے ساتھ ساتھ CAMPING GROUNDS (خیمہ لگانے کی جگہیں) تھیں۔ دائیں طرف جنگل تھا۔ جس کے عقب میں امریکن افواج ابھی تک مقیم ہیں۔

سالسبرگ کا شہر یہاں سے ۸۰ کلومیٹر یعنی پچاس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور عملاً آسٹریا کا سرحدی شہر ہے۔ یہ سالسبرگ کے صوبے کا صدر مقام ہے اور دریائے سالزاخ (SALZACH) کے کنارے واقع ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بلیں ہزار سال قبل از مسیح یہاں ایک جھیل تھی جو تین ہزار قبل از مسیح تک قریباً خشک ہو چکی تھی۔ اور یہاں سے نمک کا نکاس شروع ہو چکا تھا۔ پندرھویں صدی عیسوی میں اس پر رومیوں کا قبضہ ہوا۔ اور یہ قبضہ مختلف ادوار میں سے گزرتا ہوا ۱۹۳۸ء میں جرمن افواج کے زیر تسلط آگیا۔ اور جرمنی کا صوبہ بن گیا۔ لیکن ۱۹۴۵ء میں جنگ کے بعد آسٹریا ایک فیڈرل سٹیٹ کے طور پر پھر آزاد ہو گیا۔ تو سالسبرگ بھی ایک صوبے کے طور پر پھر سے آسٹریا کا حصہ بن گیا۔ اب بھی سالسبرگ میں نمک کی کانیں ہیں جن سے نمک نکالا جاتا ہے۔ SALZ نمک کو کہتے ہیں۔

اسی وجہ سے صوبے اور شہر کا نام اب تک سالسبرگ ہی ہے۔ زبان یہاں کی جرمن ہے اور سبزہ زاروں اور جھیلوں اور دریاؤں اور برفانی پہاڑوں کا یہ دیس قدرتی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ سالسبرگ کے شہر میں خاص انفرادیت اور شخصیت ہے جس کا عام یورپین شہروں میں فقدان ہے۔ یورپ میں تقریباً ہر شہر ایک جیسا ہے۔ جیسے فیکٹری سے بن کر نکلا ہو۔ صاف ستھرا اور کشادہ۔ لیکن دوسرے شہروں سے ملتا جلتا۔ یہاں تک کہ نو وارد کچھ عرصے کے بعد اس یکسانیت اور تکرار سے اُکتا جاتا ہے۔ سالسبرگ اس سے مختلف ہے۔ شہر کے ایک طرف دریا اور دوسری طرف پہاڑ ہے۔ اندرونِ شہر میں جسے CENTRUM کہتے ہیں، کاریں نہیں جا سکتیں۔ شہر میں آنے جانے کے لئے بھی ایک طرح کی سرنگ میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ عمارتوں میں بھی خاصا تنوع ہے۔ بعض عمارتیں بے حد قدیم ہیں۔ بین الاقوامی شہرت کا مالک مشہور موسیقار موزارٹ (MOZART) یہیں پیدا ہوا تھا۔ ہوہن سالسبرگ (HOHEN SALZBURG) کا قلعہ جو ۹۱۹ سے لے کر ۱۵۱۹ تک مختلف ادوار میں چھ سو سال میں مکمل ہوا۔ قابلِ دید مقامات میں سے ہے۔ قلعہ پہاڑی پر واقع ہے۔ اس کو دیکھنے کا موقع نہیں تھا۔ ایک تو بارش ہو رہی تھی۔ دوسرے وقت بھی کم تھا۔ اس لئے سالسبرگ میں حضور نے بہت کم توقف فرمایا۔ یہاں سے برخ ٹس گیڈن (BERCHTESGADEN) کے [illegible] روانگی ہوئی جو جرمنی میں ہے اور آسٹریا [illegible] سرحد پر واقع ہے۔ یہ شہر ہٹلر کو بہت پسند تھا۔ اقتدار حاصل کرنے سے پہلے جب ہٹلر اور اس کے ساتھیوں پر مقدمے چلائے گئے۔ اور سزائیں دی گئیں۔ تو ہٹلر سزا پوری کرنے کے بعد پھر یہیں آگیا۔ اور برخ ٹس گیڈن کے اوپر واقع ایک خوبصورت مقام پر ایک LOG CABIN درختوں کے تنوں سے بنی ہوئی ایک کمرے والی خود ساختہ کٹیا میں رہنے لگا۔ بالآخر یہیں نازی پارٹی کا دستور [illegible] بھی بنا۔ ۱۹۳۸ء میں جب وزیر اعظم برطانیہ مسٹر چیمبرلین، وزیر اعظم فرانس مسٹر دلادیہ اور ہٹلر کی ملاقات ہوئی تو یہیں ہوئی جس کے نتیجہ میں یورپ کا ایک حصہ ہٹلر کو دے کر اُس سے صلح کر لی گئی۔ جنگ کے دوران یہیں زیرِ زمین ہوائی پناہ گاہ بھی بنی جو بہت وسیع و عریض تھی اور جس کا کچھ حصہ اب بھی باقی ہے۔ جنگ کے اواخر میں دفاتر وغیرہ کا کچھ حصہ تو ہوائی حملوں میں تباہ ہو گیا۔ اور کچھ حصہ خود جرمنوں نے بارود سے اُڑا دیا تا دشمن کے ہاتھوں میں نہ چلا جائے۔ زیرِ زمین پناہ گاہ جس میں رہائشی کمرے اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا پورا انتظام ہے، اب پبلک کے دیکھنے کے لئے کھلی ہے اور لوگ دُور دُور سے دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

دوپہر کا کھانا حضور نے برخ ٹس گیڈن میں ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ MILCH-KEN GARTEN میں تناول فرمایا۔

کھانے کے بعد دُوسرے راستے سے واپس روزن ہیم روانہ ہوئے۔ یہ راستہ بھی بے حد پُر فضا اور دلکش ہے۔ سڑک بل کھاتی ہوئی چڑھتی اُترتی چلی جاتی ہے۔ ازگرد کے خوبصورت سبزہ زاروں اور ڈھلوانوں اور بدلتے ہوئے نظاروں کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خصوصاً DEUTSCH ALPEN STRATE کا نظارہ قابلِ دید ہے۔ سارے سفر کے دوران مختلف لوگوں سے دینی باتیں ہوتی رہیں۔

یکم ستمبر ۱۹۷۳ء:

علی الصبح بعد دُعا حضور HANOVER کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں MÜNCHEN یعنی میونخ۔ نیورن برگ (NURNBURG) ورز برگ (WURZBURG) فلڈا (FILDA) کیسل (KASSEL) گوٹنجن (GOTTINGEN) اور ہلڈشائم (HILDESHEIN) سے [illegible] آٹوباہن (AUTOBAHN) کے ذریعہ طے ہوا۔ ساڑھے دس بجے رات HANOVER پہنچے۔ RUMMEL'S یورو پشر ہوف EUROPAISCHER HOF میں قیام فرمایا۔ حضور کے کمرے کا نمبر ۲ [illegible] ہے۔ آج کے [illegible] سفر کا [illegible] ۴۳ میل [illegible] تھا۔ حضور بہت تھکے [illegible] پھر روانگی ہے۔ اور سارے دن [illegible] ہے۔ حضور نے [illegible] سفر میں بہت مشقت برداشت کی ہے۔

حضور [illegible] اللہ کی طرف سے اور حضرت سیدہ بیگم [illegible] کی طرف سے جماعت کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ کی دُعا پہنچا دیں اور اس سفر کے بخیریت اختتام کے لئے حسبِ ارشاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تاکید فرما دیں۔

کوپن ہاگن (ڈنمارک)

۲ تبوک ۱۳۵۲ ہش
۲ ستمبر ۱۹۷۳ء

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کوپن ہاگن کے لئے صبح ساڑھے نو بجے روانہ ہوئے۔ ویسے تو اتنے لمبے سفر کے بعد خصوصاً آرام کے لئے ایک دن کا وقفہ ہونا ضروری تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جب سے پاکستان میں آنے والے حالیہ سیلابوں کے متعلق حضور کو خبریں ملنا شروع ہوئی ہیں۔ حضور بے حد فکر مند ہیں اور جلد پاکستان واپس پہنچنا چاہتے ہیں۔ اگر ممکن ہوتا تو نہ صرف HANOVER میں ایک دن کے لئے قیام فرماتے بلکہ HAMBURG بھی تشریف لے جاتے جہاں ہماری مسجد اور مشن ہاؤس ہے۔ اور جہاں ۱۹۶۷ء میں حضور تشریف لے گئے تھے۔ آج کا سفر بھی خاصا طویل ہے۔ اور آٹو باہن کے علاوہ تنگ سڑک اور سمندر کا راستہ ہے۔ تین سو میل خشکی کا راستہ بذریعہ کار اور باقی سمندری راستہ بذریعہ کشتی طے کرنا ہوگا۔ راستے میں ایک گاڑی کچھ خراب ہوگئی تھی۔ اس لئے حضور نے آج اسے قبل از وقت روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ ہینوور سے چل کر ہیمبرگ۔ لیوبک (LUBECK) سے ہوتے ہوئے PUTT GARDEN (پٹ گارڈن) پہنچے جہاں سے جہاز پر سوار ہوئے۔ جہاز تین بج کر پانچ منٹ پر روانہ ہؤا۔ اور پچاس منٹ میں ڈنمارک پہنچ گیا۔ یہاں ریڈبی اون (REDBYHAVN) سے ہوتے ہوئے کوپن ہاگن پہنچ گئے۔ راستہ سارے کا سارا [illegible] اور کاشت شدہ ہے۔ جنگل بھی آتا ہے خصوصاً جرمنی میں۔ لیکن یہاں یہ بات دیکھ کر تعجب ہؤا کہ جنگل میں درختوں کے تنے پتلے ہیں اور درخت بھی زیادہ پرانے نہیں ہیں الا ماشاء اللہ۔ ہمارے [illegible] خصوصاً سپرن ویلی میں درخت کئی کئی سو سال پرانے ہیں۔ اور بعض تنے اتنے موٹے ہیں کہ کئی آدمی ہاتھ پکڑ کر گھیرے میں لیں تو مشکل سے گھیرے میں آئیں۔ ہمارے ہاں لکڑی کی منڈیوں میں بہت بڑی اور [illegible] گیلیاں عام ملتی ہیں۔ [illegible] موٹا نہ یہاں درخت دیکھا نہ ہی اس سائز کی لکڑی دیکھی جگہ جگہ کھیتوں میں جن کے ارد گرد باڑ لگا دی گئی ہے [illegible] گھاس چرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ جرمنی کا ملک بہت [illegible] زرخیز [illegible] کھیت اور دیہات بھی آباد [illegible]

دونوں میں کمال حاصل کیا ہے۔ یہی حال کم وبیش سارے یورپین ممالک کا ہے۔ ڈنمارک کا ملک نسبتاً ہموار ہے۔ زمین کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آیا۔ جو بے کار پڑا ہو۔ یا کھیت ہیں یا چراگاہیں۔ بظاہر بہت صاف ستھرا اور خاموش ملک ہے۔ لوگ بھی روایتاً شستہ [illegible] اور خاموش طبیعت کے مالک ہیں۔ ملک میں سیاسی شور شرابہ نہیں ہوتا۔ زبان بھی ایسی ہے کہ اونچی آواز سے بولنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ زیر لب گفتگو ہوتی ہے۔ اگرچہ ظاہری رکھ رکھاؤ اور [illegible] احترام کرتے ہیں۔ لیکن اس نہین تہذیب کے اندر بیمار مواد کا لاوا پھٹنے کو ہے۔ عریاں نگاری اور فحش لٹریچر اور تصاویر کے لئے ڈنمارک ویسے ہی خاصا بدنام ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس ہنگامے کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس فحش نگاری کو بطور کاروبار کے اختیار کیا ہؤا ہے۔ پھر بھی معاشرہ انہیں برداشت کرتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ ہاں نیک طبع لوگوں میں اس کے خلاف ردّ عمل بھی پیدا ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مسجد نصرت جہاں ان کے لئے ایک روحانی اور اخلاقی پناہ گاہ کا کام دیتی ہے۔ اور وہ اسلام اور احمدیت کی طرف آہستہ آہستہ متوجہ ہو رہے ہیں۔

مکرم امام سید جواد علی شاہ صاحب کی قیادت میں مکرم ومحترم عبدالباری صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک، عزیزم مکرم سید مبشر شاہ صاحب اور مکرم ومحترم سلیم محمود صاحب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ کے استقبال کے لئے تقریباً چالیس کلومیٹر کوپن ہیگن سے باہر آئے ہوئے تھے۔ اور سڑک کے کنارے سراپا انتظار بنے کھڑے تھے۔ یہاں سے چل کر آٹھ بجے شام مشن ہاؤس پہنچ گئے۔

نصرت جہاں مسجد اور مشن ہاؤس کی خوبصورت عمارت کے باہر جماعت کوپن ہیگن کے احباب اور بہنیں تنظیم کے ساتھ اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت کے لئے بے تابانہ کھڑے تھے۔ جونہی حضور کی کار رُکی اور حضور مسکراتے ہوئے کار سے باہر تشریف لائے تو احباب نے اھلاً وسھلاً و مرحبًا۔ نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ حضرت امیر المومنین زندہ باد کے نعروں سے حضور کو خوش آمدید کہا۔ اور فرداً فرداً معانقے سے مشرف ہوئے۔ مستورات نے حضرت سیدہ محترمہ بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کا بھی والہانہ انداز سے استقبال کیا۔ اور دعائیں لیں۔ سامان وغیرہ اُتر چکا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مغرب اور عشاء کی نماز کی تیاری کی جائے۔

حضور نے نماز سے قبل مسجد اور مشن ہاؤس کا معاینہ فرمایا۔ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب میڈسن کے بچے سے [illegible] جس کا نام بشیر میڈسن ہے۔ فرمایا کہ ۱۹۶۷ء میں آپ چھوٹے سے بچے تھے اور دو ٹوائے پستول لگائے ہوئے تھے۔ اور وردی پہنی ہوئی تھی اور میرے آگے پیچھے بھاگ دوڑ رہے تھے۔ آپ کے ابا جان یعنی عبدالسلام میڈسن صاحب نے آپ کو ٹوکا تو میں نے منع کیا پتہ چلا کہ آپ میرے باڈی گارڈ بنے ہوئے ہیں۔ مکرم میڈسن صاحب سے جو حضور کی خدمت میں آج بھی حاضر تھے شفقت اور محبت سے بھرپور لہجہ میں فرمایا کہ ہمارا ننھا باڈی گارڈ اب جوان ہو چکا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ عزیز بشیر میڈسن ہمارے پاس پاکستان میں آئے اور چھ ماہ تک ہمارا مہمان رہے۔

مشن ہاؤس میں کھانے کا وسیع پیمانے پر انتظام تھا۔ شام کا کھانا ڈنمارک، سویڈن اور پاکستان کے رہنے والے مہمانوں نے مل کر کھایا۔ پاکستانی طرز پر پکا ہؤا یہ کھانا غیر پاکستانی احباب اور بہنوں نے بہت پسند کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس لمبے سفر کی کوفت کی وجہ سے تھکے ہوئے تو ہیں۔ لیکن اپنے خدام سے مل کر بے حد خوش بھی ہیں۔ اور عام صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلمہا بھی بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تمام جماعت کے نام اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کا دعائیہ تحفہ ارسال فرماتے ہیں اور تاکید فرماتے ہیں کہ اسلام اور احمدیت کی سربلندی اور اس تربیتی دورے کے بخیریت اختتام پذیر ہونے کے لئے دردِ دل سے دعائیں کریں۔ اور سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں۔ (خاکسار محمد علی)

نوٹ:- اخبار الفضل کے بروقت میسر نہ آنے کے سبب یہ رپورٹ اب افادہ احباب کے لئے شائع کی جا رہی ہے۔ (ایڈیٹر)

اخبارِ قادیان

قادیان ۱۵ صلح (جنوری)۔ جناب پرنسپل صاحب گورنمنٹ کالج کرم سر (ضلع لدھیانہ) کا ایک دعوت نامہ مکرم ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ کے نام آیا کہ طلباء میں تعلیمی۔ اخلاقی اور روحانی شوق پیدا کرنے کے لئے تقاریر کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ آپ مورخہ ۱۶ جنوری کو اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنے کے لئے اپنا ایک مقرر بھجوا دیں۔ چنانچہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ اور مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب درویش نظارت دعوۃ وتبلیغ کے ارشاد پر مورخہ ۱۵ جنوری کو قادیان سے روانہ ہوئے اور مورخہ ۱۶ جنوری کو واپس لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج نکالے۔

مورخہ ۱۷ صلح (جنوری) مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب اور مکرم فاروق احمد صاحب بعد زیارت مقاماتِ مقدسہ اپنے وطن تشریف لے گئے۔

مورخہ ۱۸ جنوری۔ محترم صدر الدین صاحب یحییٰ پونتو ریٹائرڈ فارن سروس انڈونیشیا بھی بعد زیارت مقاماتِ مقدسہ واپس تشریف لے گئے۔

مورخہ ۱۹ صلح (جنوری)۔ مکرم عبد اللطیف صاحب سندھی کے ہاں پہلی بچی تولد ہوئی ہے۔ یہ بچی مکرم عبد الرحیم صاحب سندھی درویش کی پوتی اور مکرم فضل الرحمٰن صاحب درویش کی نواسی ہے۔ نومولودہ کا نام نہمیدہ بیگم رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت وسلامتی والی عمر دراز عطا کرے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔

قادیان میں ایک ایمان افروز مجلسِ مذاکرہ

انڈونیشیا میں احمدیت کے اثر و نفوذ کا رُوح پرور تذکرہ

محترم جناب یحییٰ پونتو صاحب آف انڈونیشیا کی ولولہ انگیز تقریر

قادیان ۱۷ر صلح (جنوری)۔ آج محترم صدر الدین یحییٰ صاحب پونتو ریٹائرڈ فارن سروس انڈونیشیا کی تشریف آوری پر ایک استقبالیہ تقریب بعد نمازِ عشاء مسجد مبارک میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے انجام دیئے۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے مہمان خصوصی کو خوش آمدید کہا اور جماعت کے ہر دو مراکز (ربوہ اور قادیان) کی زیارت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے چند سال قبل بیرونی ممالک سے بہت کم لوگ قادیان آتے تھے مگر اب خدا کا یہ فضل ہے کہ کافی تعداد میں احباب آ رہے ہیں۔ تقسیم ملک سے قبل انڈونیشیا اور ملائیشیا وغیرہ سے کئی طلباء مرکز میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آتے رہے اور محترم الحاج صدر الدین یحییٰ پونتو صاحب بھی اُن خوش قسمت احباب میں سے ہیں جو تقسیم ملک سے قبل مرکز میں حصولِ تعلیم کی خاطر آئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنے، آپؓ کی صحبت سے فیضیاب ہونے اور اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت بھی ان کو نصیب ہوئی۔

مہمانِ خصوصی کی ولولہ انگیز تقریر

اس کے بعد آج کی تقریب کے مہمانِ خصوصی جناب یحییٰ پونتو صاحب نے سورہ حدید کی چند آیات تلاوت فرمائیں چونکہ آپ انگلش میں تقریر فرما رہے تھے اس لئے محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ کرتے رہے جس کا سلسلہ آیاتِ کریمہ کے ترجمہ ہی سے شروع ہوگیا۔ محترم یحییٰ پونتو صاحب نے مقدس مقامات کی زیارت پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے سنگاپور۔ کراچی۔ لاہور اور ربوہ جانے کا موقعہ ملا ہے۔ ان سب مقامات ... احمدیوں کی طرف ...

اخوت و محبت کے سلوک سے میں بے حد متاثر ہوا ہوں۔ ربوہ میں انڈونیشیا کے مبلغین کے خاندانوں کی طرف سے اور احمدیوں کی طرف سے میرے ساتھ بہت ہی شفقت کا سلوک ہوا۔ یہ خاندان مجھے روزانہ مدعو کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت و محبت کا میرے دل پر گہرا اثر ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ربوہ سے پہلے روز ہی ملاقات ہوئی تو آپ نے بہت محبت کا اظہار فرمایا جسے میں بھول نہیں سکتا۔ میں قادیان میں کوئی اجنبی یا نیا شخص نہیں ہوں بلکہ پہلے یہاں قریباً سات سال تک مقیم رہ چکا ہوں۔ ۱۹۳۰ء میں جبکہ میں اپنے وطن سُولاویسی میں مقیم تھا اور بچپن کی عمر تھی ایک خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دُور کھڑے ہیں اور مجھے بار بار اپنی طرف بُلا رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے پاس آؤ۔ میں الٰہی عرفان دوں گا۔ میں اس وقت الٰہی عرفان کا مطلب نہ سمجھتا تھا۔ خواب ہی میں جب میں حضور علیہ السلام کے پاس گیا تو حضورؑ نے ایک سفید گیند جیسی چیز میرے ہاتھ پر رکھ دی۔ جس میں سے نور ہی نور اردگرد پھیل رہا تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ نور ساری دُنیا میں پھیل رہا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے میری ہدایت کا از خود ہی سامان کیا۔ میرا جاوا منتقل ہونے کا کوئی خیال نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے گویا اتفاقاً اپنے خاص تصرف سے وہاں بھجوا دیا اور وہاں مزید اتفاق یہ ہوا کہ اس علاقہ کے اولین مبلغ احمدیت حضرت مولانا رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوگئی۔ آپ مجھ سے مل کر بے حد مسرور ہوئے۔ آپ کے رہائشی مکان میں داخل ہوتے ہی مجھے ایک تصویر نظر آئی جو ہو بہو وہی تھی جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ محترم مولانا صاحب سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شبیہ ہے۔ اس تصویر کے دیکھنے پر مجھے اپنی خواب یاد آئی اور یہ یقین ہوگیا کہ یہ امر میرے لئے رُوحانی

برکت کا ذریعہ ہوگا۔ آپ سے مجھے احمدیت کا لٹریچر بھی دستیاب ہونے لگا اور پھر میں نے بیعت کرلی۔ اس کے بعد آپ نے ۱۹۳۳ء میں براستہ کلکتہ قادیان آنے اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ہاں قیام کرنے کا ذکر کیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ قادیان میں قیام کے دوران میں نے یہ امر اچھی طرح ذہن نشین رکھا کہ میری یہاں آمد کا مقصد روحانی استفادہ ہے اور مجھے کھانے، صحت اور حفظانِ صحت کے لئے چنداں فکر نہ کرنا چاہیئے۔ ان سات سال کے عرصہ میں گویا میں آپ لوگوں کی طرح بطور درویش مقیم رہا۔ بعض دفعہ مجھے فاقے بھی کرنے پڑے۔ لیکن کسی کو اس کا علم نہ ہونے دیا۔ اس عرصہ میں مجھے مسجد مبارک میں تہجد پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا۔ ایک خدمت کا مجھے خاص موقعہ ملا کہ ۱۹۳۴ء میں جب احرار نے قادیان میں جلسہ کیا اور ان کی طرف سے بہشتی مقبرہ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کو خطرہ تھا تو محترم چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر (حال امیر جماعت احمدیہ لاہور) سالار احمدیہ نیشنل کور کے انتظام کے تحت بہشتی مقبرہ میں پہرہ میں مجھے بھی ایک رات دو بجے سے پانچ بجے تک شامل کیا گیا۔ وہ رات شدید سرد تھی۔ مجھے بحمد اللہ پہرہ میں اس مبارک مقام پر سارا وقت دُعائیں کرنے کا موقعہ ملا۔

سات سال کے قیام کے دوران جب میں جامعہ احمدیہ کے درجہ ثانیہ کی کلاس کا طالب علم تھا۔ کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرلیں اور یونیورسٹی کا امتحان مولوی فاضل پاس کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس ہدایت پر عمل کرکے نومبر ۱۹۴۱ء میں میں ایسی حالت میں وطن روانہ ہوا کہ میں یقین رکھتا تھا کہ جب میں قادیان آیا تھا تو ایک عام طالب علم تھا۔ لیکن اب میں ایسی حالت میں واپس جا رہا ہوں کہ میرا دل اللہ تعالیٰ پر یقین ... روانہ ہوتے ... حضرت اللہ تعالیٰ ... حضور

میں نے یہ دعا کی کہ یا اللہ میں تیرا مہمان ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیشہ ہی غیب سے ایسے سامان پیدا کئے کہ مجھے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے نہ پڑے اور تکالیف سے محفوظ رہا۔ چنانچہ دوسری جنگِ عظیم میں جب جاپانیوں کا ہمارے ملک پر قبضہ ہوا اس وقت میں نے دو تین ماہ ایک انڈونیشین اخبار کے ایڈیٹر کا کام کیا تھا۔ جاپانی قبضہ کے باوجود اس خاص روشنی کے سبب جو مجھے احمدیت کے طفیل حاصل ہوئی تھی۔ مجھ پر کوئی سختی نہ ہوئی۔ بلکہ میں بطور جرنلسٹ کام کرتا رہا۔

ملک انڈونیشیا کے آزاد ہونے پر مجھے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑی۔ بلکہ لوگ خود میرے پاس آئے اور حکام کے پاس لے گئے۔ اور شعبۂ اطلاعات میرے سپرد کر دیا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں مجھے کراچی میں بطور اوّلین ڈپلومیٹ کے لگایا گیا میں نے اپنے ملک سفارت خانہ کو منظم کیا۔ ساڑھے چار سال تک کراچی میں قیام رہا۔ پھر وطن میں پولیٹیکل شعبہ پر متعین ہوا۔ بعد میں بمبئی میں قونصل مقرر کیا گیا۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ میں ایک درویشانہ رنگ میں قادیان میں مقیم رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میری سجود ... ۱۹۵۰ء میں دوبارہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے قادیان آنے کا موقعہ ملا۔ جب بمبئی سے میں امرتسر پہنچا تو ڈی سی صاحب استقبال کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ ... میرے قیام کا انتظام کسی ہوٹل میں کرنا چاہتے تھے میں نے کہا کہ میں یہاں قیام کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ قادیان جانا چاہتا ہوں۔ وہ حیران ہوئے اور اس کی وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ قادیان میرے لئے کوئی نئی جگہ نہیں۔ میں پہلے بھی وہاں تعلیم پا چکا ہوں۔ اور وہ میرے لئے وطن کی طرح ہے۔ اور میرے وہاں جانے میں کوئی ہرج کی بات نہیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے ... اب تیسری بار اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے یہاں آنے کا موقعہ ملا ہے۔

بمبئی میں دو سال قیام کے بعد مجھے اپنے وطن میں وزارتِ خارجہ میں بھی اور صدر کے محل کے چیف پروٹوکال اور شعبہ اطلاعات جیسے اہم کام سپرد کئے گئے۔ پھر پولینڈ میں مجھے بطور سفیر مقرر کیا گیا۔ جہاں مجھے یورپ کے بہت سے احمدیہ مشن دیکھنے کا موقعہ ملا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ جب ۱۹۶۷ء میں ہیگ میں بذریعہ ہوائی جہاز تشریف ... تو مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب ... سے اطلاع دی کہ حضور انور ...

وقت بہت کم تھا اور دارسادا (جہاں میں مقیم تھا) سے ہیگ کا فاصلہ قریباً پندرہ سو کلومیٹر تک تھا۔ اسی وقت میں سواسو کلومیٹر کی رفتار سے موٹر کو نہایت تیز چلاتا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی حادثہ کے عین وقت پر پہنچ گیا۔ حضور کی تشریف آوری پر ملاقات ہوئی تو حضور نے فوراً پہچان لیا۔ یہ حضورِ انور کی ذرہ نوازی تھی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ۱۹۶۷ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اور میری اہلیہ کو حج کا موقعہ ملا جس میں ایک سو سے زائد احمدی بھی شریک ہوئے۔ جب ہم صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے تو ایک نہایت خوبصورت شخص جس کو میں نے عمر بھر نہیں دیکھا ہمارے پاس آیا اور سعی کراتا رہا۔ سعی کے دوران اس نے مجھے کئی بار بازو سے پکڑا اور کئی دفعہ اس کا رخسار میرے منہ سے لگ جاتا لیکن باوجود موسم گرما کے پسینہ وغیرہ کی کوئی بُو نہ آتی تھی۔ اور اس میں کشش پائی جاتی تھی۔ میں نے وہاں کے طریق کے مطابق اس کو معاوضہ دینا چاہا۔ لیکن وہ صرف مسکرانے لگا۔ اور معاوضہ نہ لیا۔ پھر اچانک وہ غائب ہوگیا۔ یہاں آٹھ نو روز کے قیام کے دوران ہم اس کو تلاش کرتے رہے تاکہ زیادہ معاوضہ پیش کرسکیں۔ لیکن اس کو نہ دیکھ پائے۔ ہم کو یہ یقین ہوگیا کہ وہ کوئی فرشتہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے زمانۂ مبارک میں مومنین پر فرشتوں کے ظہور کے واقعات موجود ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے ازدیادِ ایمان کا سامان مہیا کر دیا۔

تقریر کے دَوران آپ نے انڈونیشیا میں جماعت کی تعداد اور اُن کے اخلاص کا بھی مختصراً ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت انڈونیشیا تیرہ ہزار جزائر پر مشتمل ہے دس ہزار آباد ہیں۔ آبادی ساڑھے بارہ کروڑ ہے جس میں گیارہ کروڑ مسلمان ہیں۔ یہ سب سے بڑا اسلامی ملک ہے یہ ملک اتنا وسیع ہے کہ مشرق سے مغرب تک اس کا فاصلہ اتنا ہی ہے جتنا انگلستان سے جزائر ... یعنی ساڑھے پانچ ہزار کلومیٹر کے قریب۔ خام مال اور تیل اس ملک کو وافر مقدار میں حاصل ہے۔

اس وقت جماعت کی سات شاخیں ہیں۔ ا... بیس ہزار احمدی خاندان ہیں۔ فی خاندان ۲ سے ۱۵ نفوس پر مشتمل ہے چار رسالے سماٹرا۔ جاوا اور سیلیبز سے شائع ہوتے ہیں۔ اس وقت جکارتہ سے بھی ایک رسالہ شائع ہوتا ہے جس کا میں ایڈیٹر ہوں۔ انڈونیشیا کی جماعت بھی فعال جماعت ہے۔ ہمارا بجٹ خودمکتفی ہے۔ تمام مبلغین جو مرکز ربوہ سے آتے ہیں اُن کے سفر کے اخراجات اور تنخواہیں وغیرہ جماعت ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بغیر کسی مبلغ کے وہاں کی جماعت کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی تھی اور مجھے یہ یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آغوشِ احمدیت میں آکر وہاں سے اشاعتِ اسلام کے لئے مبلغین پیدا ہوں گے جیسا کہ ایک صحیفہ میں بیان ہُوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور پر خصوصاً جزائر کے رہنے والے ایمان لائیں گے۔

محترم یحییٰ پونتو صاحب نے قادیان اور ربوہ کی زیارت کی سعادت پانے کے سلسلہ میں اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا، جیسا کہ حج کے متعلق میں نے ایک بات بیان کی ہے۔ گزشتہ رمضان شریف میں میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خاندان کے افراد کی طرف سے ربوہ سے منی آرڈر مجھے موصول ہوئے ہیں۔ میں اس خواب سے بہت حیران ہُوا۔ اور مجھے یہ یقین ہوگیا کہ مجھے ربوہ اور قادیان کی زیارت کا عنقریب موقعہ ملے گا۔ حالانکہ بظاہر ایسی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ چنانچہ روانگی سے تین ہفتہ قبل جماعت سے مشورہ کرکے چار افراد کو بطور نمائندہ جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کے لئے منتخب کیا۔ جن میں میرا نام بھی تھا۔ میں دو سال ہوئے سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوچکا ہوں۔ اور مجلس انصاراللہ انڈونیشیا کے نائب صدر کے طور پر بھی کام کر رہا ہوں۔ خدمتِ سلسلہ میں بھی میرا وقت ... وقف ہے۔ چنانچہ دیگر تین احباب نے اس سفر سے معذرت کر لی۔ اور صرف مجھے ہی یہ بابرکت موقع نصیب ہوا۔ میں ربوہ اس وقت پہنچا جب دعوتِ طعام پانچ منٹ قبل ہی شروع ہوئی تھی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر ملکی احمدیوں کو دی گئی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضور مجھے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہاں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے ملاقات ہونے پر آپ نے مجھے پکڑ کر فرمایا کہ آپ میرے پاس چلے آئیں۔ آپ میرے مہمان ہوں گے۔ چنانچہ میں آپ کا ہی مہمان رہا۔ کوئی اور غیر ملکی آپ کا مہمان نہ تھا۔ آپ کا پُرشفقت سلوک میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ میں نے ہزاروں بار آپ کے لئے دعائیں کی ہیں۔

اس موقعہ پر آپ نے مقامی احباب سے اپنے لئے دُعا کی درخواست کی۔ اور آخر میں آپ نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ طلباء سخت محنت سے کام کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دُعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو برکات سے نوازے گا۔ اور مسجد مبارک میں مرقوم الہام:-

مبارك و مبارك وكل امر مبارك يجعل فيه

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں جو کام کئے جاتے ہیں وہ بہت بابرکت ہوتے ہیں۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دعائیں کریں گے تو آپ کا سونا۔ جاگنا اور ہر کام باعثِ برکت ہوگا۔ چونکہ طالب علم اپنی طالب علمی میں بے پرواہ ہوتے ہیں اس لئے میں خاص طور پر دُعائیں کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سچے مبلغین اور سچے خدام دین بنائے گا۔

آخر میں آپ نے اپنے اور ملک انڈونیشیا کے تمام احباب کے لئے درخواستِ دُعا کی۔ اور خود ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے ہوئے کہا کہ سب لوگ بھی میرے ساتھ دُعا کریں۔

بعد میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے بھی آپ کے بعض حالات جو پہلے لکھے ہوئے تھے احباب کی مزید واقفیت کے لئے پڑھ کر سنائے اور بالآخر یہ رُوحانی مجلس بعد اجتماعی دُعا اختتام پذیر ہوئی۔

الحمد للہ علیٰ ذٰلک

وعدہ جات تحریکِ جدید کی ادائیگی

کے متعلق حضور رضؓ کا ارشاد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ تو لکھ دیا جائے اور پھر خط وکتابت ہو رہی ہو۔ یاد دہانیاں کرائی جارہی ہوں۔ اخباروں میں اعلان ہو رہے ہوں۔ اور لوگ خاموش بیٹھے ہوں۔ تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی انابت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا۔ اور تمہاری جیبیں بھی خدا تعالیٰ کے حضور فریاد کریں گی اور پھر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے تمہارے روپے کو بڑھا دے گا۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا اس زمیندار سے بدبخت نہیں ہو سکتا جو چند سیر دانے زمین میں ڈال کر کئی ہزار من غلہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر وہ دُنیا کی خاطر دانے ڈال کر زیادہ کما لیتا ہے تو دین کی خاطر خرچ کرنے والا کب گھاٹے میں رہ سکتا ہے۔"

پس احبابِ جماعت کو چاہیئے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی اس نصیحت کو حرزِ جان بنا کر جلد از جلد وعدہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔ (وکیل المال تحریک جدید قادیان)

لازمی چندوں کا تارک یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا

جماعت کے ہر فرد کو یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ چندہ عام حصہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ اور سب سے مقدم ہیں کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی ہے۔ اور ان کی باقاعدگی کی تاکید کرتے ہوئے حضور نے یہاں تک فرمایا ہے:-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور یا لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

اس لئے عہدیداران وسیکرٹریانِ مال اور مبلغینِ کرام کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۳ء — دوسری قسط

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از جناب ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد قادیان

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ نے بیان کیا کہ حضرت صاحب ہر موسم کا پھل مثلاً خربوزہ اور آم کافی مقدار میں باہر سے منگواتے تھے۔ بعض اوقات جب میں بھی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور اپنے دست مبارک سے خربوزہ کاٹ کر مجھے دیتے۔ اور فرماتے "میاں نبی بخش! یہ خربوزہ میٹھا ہوگا۔ اس کو کھاؤ"۔ اور آپ بھی کھاتے اسی طرح آموں کے موسم میں حضرت صاحب نہایت محبت و شفقت سے مجھے آم بھی عنایت فرماتے۔ اور بار بار فرماتے "یہ آم تو ضرور میٹھا ہوگا۔ اس کو ضرور کھاؤ"۔ ان ایام میں ایک چھوٹی چارپائی بیت الفکر میں ہوتی تھی۔ اور قہوہ تیار رہتا۔ جتنی دفعہ میں چاہتا قہوہ پیتا حضور فرماتے: "اور پیو اور پیو"۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۵۹۸)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اس زمانہ کے قادیان کا حال ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ:-

"میں نے قادیان کی وہ حالت دیکھی ہے۔ جبکہ یہاں کے عام لوگ اردو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ بڑی بڑی عمر کے مرد لنگوٹی باندھتے تھے۔ اور تقریباً برہنہ رہتے تھے رات کو عورت مرد کپڑے اتار کر سرہانے رکھ لیتے تھے اور ننگے لحاف میں گھس جاتے تھے بچے بڑی عمر تک ننگے پھرتے تھے۔ مردوں میں بیچ میں سے بال منڈے ہوئے ہوتے تھے۔ خدا رسولؐ کا نام تک نہ جانتے تھے۔ پڑھا لکھا کوئی کوئی ہوتا تھا۔ دال یا گڑ یا لسی یا آم کا اچار بس یہی نعماء تھیں سواری کے لئے بیل گاڑی یا یکہ ہوتا تھا۔ بیمار ہوں تو کوئی علاج کا انتظام نہ تھا۔ مکانات تنگ کچے اور گندے تھے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۸۷۰)

حضرت مرزا اسمٰعیل بیگ صاحبؓ نے جنہیں بچپن سے حضورؑ کا خادم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ بیان کیا کہ مقدمات کے لئے قادیان تا بٹالہ کی آمد و رفت میں حضورؑ پہلے نصف رستہ مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا حضور مجھے شرم آتی ہے آپ فرماتے کہ کیوں تمہیں گھوڑے پر سوار ہونے سے شرم آتی ہے۔ ہم کو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ مؤلفہ عرفانی صاحب حصہ سوم صفحہ ۳۳۵)

محترم مرزا دین محمد صاحبؓ ساکن لنگر وال نے بیان کیا کہ جن دنوں میری آمد و رفت حضرت صاحب کے پاس ہوئی۔ ان ایام میں حضرت صاحب مقدمات کی پیروی کے لئے جاتے تھے جب بٹالہ جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ گھر سے نکلتے تو گھوڑے پر مجھے سوار کر دیتے تھے۔ خود آگے آگے پیدل چلے جاتے نوکر نے گھوڑا پکڑا ہوا ہوتا تھا۔ کبھی آپ بٹالہ کے راستے والے موڑ پر سوار ہو جاتے تھے۔ اور کبھی نہر پر مگر اس وقت مجھے اتارتے نہ تھے۔ بلکہ فرماتے تھے کہ تم بیٹھے رہو۔ میں آگے سوار ہو جاؤں گا۔ اس طرح ہم بٹالہ پہنچتے۔ بٹالہ میں آپ کے خاندان کا ایک بڑا مکان تھا۔ اسمیں آپ ٹھہرتے تھے۔ اس زمانہ میں گندم کا نرخ روپیہ سوا روپیہ فی من تھا۔ کھانے کے لئے مجھے چار آنے اور سائیس کو دو آنے دیتے تھے۔ لیکن شام کو اپنے کھانے کے لئے صرف دو پیسے دیتے تھے۔ جس سے بٹیارے کی دکان سے دو روٹی اور دال مل جاتی تھی اسمیں سے بھی آپ ایک چوتھائی روٹی یا اس سے کم کھاتے۔ اور باقی اس شخص کو دیدیتے جو مکان کی حفاظت کے لئے رکھا ہوا تھا۔ بعض دفعہ تحصیل میں مجھے بھی ساتھ لے جاتے تین یا چار بجے مجھے ایک روٹی ناشتے کے لئے دیدیتے۔ خود اسوقت کچھ نہ کھاتے اور تحصیل کے سامنے کنوئیں پر وضو کر کے نماز پڑھتے اور پھر تحصیلدار کے پاس چلے جاتے بٹالہ سے واپسی پر بھی مجھے سارا راستہ سوار رکھتے خود کبھی سوار ہوتے اور کبھی پیدل چلتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۶۸۰)

حضرت سیٹھ غلام نبی صاحبؓ اپنی پہلی بار زیارت قادیان کا ذکر کرتے ہیں کہ یکے والے نے ایک مکان پر اتار دیا۔ دیکھا تو حضورؑ کے عمزاد مرزا امام الدین تخت پوش پر بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے ہیں دریافت کرنے پر ان سے معلوم ہوا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام ساتھ والے مکان میں ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ حامد علی صاحبؓ مجھے اندر بالا خانہ پر لے گئے۔ وہاں بان والی ایک چارپائی پانی کا ایک گھڑا۔ اور پرانا صندوق تھا۔ اور ایک پرانا میز تھا۔ جس پر چند ایک پرانی کتابیں پڑی تھیں۔ اور فرش پر ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی۔ میں نے "السلام علیکم" عرض کیا۔ حضور نے سلام کا جواب دیا۔ اور مصافحہ کر کے فرمایا "بیٹھ جاؤ"۔

حضرت جی نے صندوق کھولا اور مصری نکال کر گلاس میں ڈالی اور پانی ڈال کر قلم سے ہلا کر اپنے دست مبارک سے یہ شربت کا گلاس مجھے دیا اور فرمایا کہ آپ گرمی میں آئے ہیں۔ یہ شربت پی لیں لیکن میں حیران تھا کہ یا الٰہی! ہم نے تو بہت پیر دیکھے ہیں۔ یہ تو بہت سادہ انسان ہے۔ کوئی پیروں والی چلن نہیں۔ پھر حکم دیا کہ اب گرمی سخت ہے۔ اس لئے آپ آرام کریں۔ پھر ظہر کے وقت مسجد میں حضرت جی کی اقتداء میں نماز پڑھی اور اس وقت غالباً ہم تینوں ہی تھے۔ (یعنی حضرت جی، میں اور حافظ صاحب) میں چند یوم ٹھہرا۔ اور حضرت جی سے "براہین احمدیہ" مانگی فرمایا کہ ختم ہو چکی ہے اور ایک جلد ناتکمل جو موجود تھی عنایت فرمائی ان دنوں قادیان دارالامان بالکل اجاڑ تھا۔

تھوڑی مدت کے بعد سنا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھے الہام ہوا کہ **"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"**۔ میں نے عرض کیا حضور بادشاہ تو آئیں گے جب آئیں گے۔ آپ مجھ کو تو کپڑا عنایت فرمائیں حضرت صاحب نے اپنا کرتہ عنایت فرمایا۔

ان ایام میں میں جب کبھی قادیان آتا تو دیکھتا تھا حضرت صاحب مہمانوں سے مل کر کھانا کھاتے تھے اور روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے منہ میں ڈالتے جاتے تھے۔ اور اچھی چیزیں ہم لوگوں کے لئے پکوا کر لاتے اور چائے وغیرہ جو چیز پکتی عنایت فرماتے اور بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آتے جتنی دفعہ باہر تشریف لاتے اس عاجز سے محبت سے گفتگو فرماتے۔ اور فرماتے کہ میں نے آپ کے لئے دعا لازمی کر دی ہے ایک دفعہ میں اہل و عیال سمیت قادیان آیا۔ اور حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے مکان پر رہتا تھا۔ قریباً بارہ بجے رات کا وقت ہوگا کہ کسی نے دستک دی میں جب باہر آیا تو دیکھا کہ حضورؑ ایک ہاتھ میں لوٹا اور گلاس اور ایک ہاتھ میں لیمپ لئے کھڑے ہیں۔ فرمانے لگے کہ کہیں سے دودھ آگیا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ بھائی صاحب کو بھی دے آؤں۔ سبحان اللہ!

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۸۶۸)

پنڈت دیوی رام صاحب آج سے ۹۸ سال پہلے ۱۸۷۵ء میں قادیان میں نائب مدرس ہو کر آئے اور چار برس یہاں مقیم رہے۔ وہ ۱۹۳۶ء میں نمبر ۲۰۰ کے ۷۵ برس موضع دودہ چک تحصیل شکر گڑھ کی آریہ سماج کے نائب صدر تھے۔ جب ایک احمدی دوست نے ان سے حضرت مسیح موعودؑ کے اس وقت کے حالات دریافت کر کے قلمبند کئے۔ حضور اس وقت چالیس سال کی عمر کے تھے یہ بیان پنڈت جی نے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر دیا۔ اور اس پر دستخط کئے۔ ان کے آریہ سماج کے عہدہ سے ظاہر ہے کہ وہ مذہبی آدمی تھے۔ حضورؑ سے وہ خود بھی مذہبی باتیں کرتے تھے۔ ان کو معلوم ہے کہ پنڈت دیانند جی سے حضور کا تحریری مباحثہ بھی ہوا تھا۔ پنڈت دیوی رام صاحب نے حضور کو نہایت قریب سے اور گہری نظر سے دیکھا۔ بتاتے تھے کہ میرے ساتھ حضرت مسیح موعود کے تعلقات دوستانہ تھے۔ میں فارسی کی کوئی کتاب سنانے یا آپ سے طب پڑھنے کے لئے پانچ بجے شام کے قریب مسجد (اقصیٰ) میں چلا جاتا تھا۔ پنڈت جی نے حضرت صاحب کے والد ماجد اور بڑے بھائی کو بھی دیکھا۔ نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ (جن کی دختر نیک اختر کو بعد میں ام المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا۔) کی اور حضور کی باہمی مذہبی بحث مباحثہ کو بھی پنڈت جی نے دیکھنے کا موقعہ پایا ہے۔ پنڈت جی سے معلومات حاصل کرنے والے احمدی دوست نے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ احمدی ہیں اور باصرار پوچھا کہ حضورؑ کا کوئی عیب بتائیں تو وہ سوچتے رہے بالآخر کہا کوئی عیب ہو تو بتاؤں۔ مرزا صاحب نے ایک سکھ کو مسلمان کیا تھا بس یہ عیب ہے۔ اسکے سوا میں نے نہ کوئی عیب دیکھا ہے نہ سنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

؎ گر بود ے در مقابل روئے مہروماہ

کس چہ دانستے جمال شاہد گلفام را

گر نہ بامقابل مکروہ چہرہ نہ ہوتا تو کوئی شخص

گلاب جیسے رنگ والے محبوب کے جمال کو کس طرح سمجھ سکتا؟ پنڈت جی قادیان کے اس وقت کے مسلمانوں کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ عموماً بے نماز تھے قماربازی میں مشغول رہتے تھے۔ حضورؑ کے چچا زاد بھائی مرزا نظام الدین و مرزا امام الدین صاحبان نماز روزہ کی طرف راغب نہ تھے۔ ان کا چلن نیک نہ تھا۔ اُن میں دنیا کے تمام عیب تھے

حضورؑ کی سادگی، معرفت الٰہی، دنیات اور حسن خلق وغیرہ کے بارے میں پنڈت جی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی پوشاک سادہ تھی۔ جس کمرہ میں رہائش تھی۔ اسی میں کھانا کھاتے تھے ایک آبخورہ پانی کا پاس رکھا ہوتا تھا۔ رہائش کے کمرہ میں دری ہوتی۔ صرف ایک چارپائی باہر ہوتی تھی۔ میں نے آپ کو کبھی لیٹے نہیں دیکھا۔ آپ کی غذا سادہ تھی۔ مٹھائی کی چیز کھاتے آپ کو نہیں دیکھا۔ مقدمہ پر آپ حضرت والد صاحبؒ کے حکم کی تعمیل میں مجبوراً لیکن فوراً بخوشی چلے جاتے تھے حضرت والد صاحبؒ کے آپ کامل فرمانبردار تھے۔ والد ماجد کی وفات پر آپ نے کوئی جزع فزع نہیں کیا۔

ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ آپ کے دوستانہ تعلقات تھے۔ اور مشفقانہ برتاؤ تھا۔ خندہ پیشانی سے پیش آتے متواضع اور مہمان نواز تھے۔ کبھی کبھی دیگ پکوا کر غرباء اور مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔ علاج کا معاوضہ نہیں لیتے تھے۔ ہندوں کے ساتھ مشفقانہ تعلق تھا۔ مذہبی بحث میں ایک شیر ببر کی طرح ہوشیار ہو جاتے تھے شائستگی اور نرمی اور شیریں کلامی سے بات چیت کیا کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں کبھی غصہ نہیں دیکھا۔ آپ شرکاء کو ذلیل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ نہ ہی کسی کی بُرائی سنتے تھے۔ شرکاء گھر میں بھی آپ کی عزت کرتے تھے۔ آپ خوش خلق حلیم الطبع اور منکسر المزاج اور چشم پوش تھے تکبر نام کو نہ آتا تھا۔ بے نماز بھائی بندوں اور دیگر لوگوں سے نفرت کرتے تھے۔ مستورات کو ہمیشہ نماز کی تلقین کرتے تھے۔ جھوٹ سے ہمیشہ نفرت کرتے تھے آپ مزید بتاتے ہیں کہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب (علیہ السلام) ہندو اور عیسائی مذاہب کی کتب اور انجیل کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور آپ کے ارد گرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا آپ کو حضرت والد صاحب کہتے تھے کہ:

"غلام احمد! تم کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے۔ اور کب غروب ہوتا ہے۔ اور بیٹھے ہوئے وقت کا پتہ نہیں، جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔"

حضور اکیلے صبح و شام سیر کو جاتے تھے بازار میں کبھی نہ آتے تھے نہ کسی دکان پر بیٹھے۔ نہ کسی میلہ یا تماشہ یا کسی مجلس میں جاتے تھے۔ گوشہ نشین تھے مسجد یا حجرہ میں رہتے تھے ہمیشہ مطالعہ اور عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ روزہ رکھنے کے عادی تھے صرف مسجد تک آتے تھے گھر سے چھوٹی سی گلی مسجد کو جاتی تھی۔ (مسجد اقصیٰ) اس راستہ سے گذر کر مسجد کو جاتے صرف اکیلے ہوتے تھے اگر دو تین ہوتے تو جماعت سے ورنہ اکیلے نماز ادا کر لیتے پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم روایت ۷۵۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الطاف کریمانہ کا بیان حضرت مولوی محمد دین صاحب کی زبانی سنئے۔ مولوی صاحب امریکہ کے دوسرے احمدی مجاہد تھے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ہیڈ ماسٹر اور مینیجر اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر اور ناظر تعلیم کے معزز مناصب پر متعین رہ کر ۱۹۶۵ء کے اواخر سے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے صدر کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہیں اس وقت آپ کی عمر بچانوے سال ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر صحت میں برکت دے آمین آپ میٹرک پاس کر کے قادیان آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ باطنی اور اخلاق کریمانہ کے اعجاز کے باعث یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۰۱ء میں بیمار ہوا ایک سال سے زائد عرصہ تک ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرانے کا نائدہ نہ ہوا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ میرے محسن حضرت منشی تاج الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا اور لاہور میں خود ریل گاڑی پر سوار کر دیا۔ میں قادیان پہنچا۔ اور پہلے پہل حضورؑ کو دیکھا۔ تو میری طبیعت نے فیصلہ کر لیا کہ یہ منہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے میرا ناسور دیکھا۔ اور حیرانگی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس کا رخ دل کی طرف ہو گیا ہے۔ اور اس کے لئے دعا کی نسبت دعا کی ضرورت زیادہ ہے اور بتایا کہ مسجد مبارک میں ایک خاص جگہ بیٹھنا۔ مَیں خود تمہیں حضور سے ملاؤں گا۔ اور دعا کے لئے عرض کروں گا۔

میں اس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا۔ جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے حضرت مولوی صاحب بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے پیش کر دیا۔ میرے مرض کے متعلق اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضور کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا۔ اور حضور نے مجھ سے دریافت کیا کہ "یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے" حضرت مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی میں نے بیسیوں راتیں رو کر اور ٹہل کر کاٹی ہوئی تھیں۔ حضرت کے ان ہمدردانہ اور محبت آمیز کلمات نے چشم پُرآب کر دیا شکل تو دیکھ چکا تھا۔ اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو "آپ" کے لفظ محبت آمیز و کمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ مَیں اپنی بساط کو جانتا تھا۔ میری حالت یہ تھی محض ایک لڑکا میلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے چھوٹے درجہ و چھوٹی قوم کا آدمی میرے منہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت نے یہ حال دیکھ کر سوال نہ دہرایا۔ مجھے کہا کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ فکر مت کرو انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔

پھر حضرت مولوی صاحب نے ذرہ بھر خوراک جوار کی میرے لئے تجویز فرمائی اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ بھقر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کریں۔ ایک مہینہ میں مَیں اچھا ہو گیا۔

آپ بتاتے ہیں کہ یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوا اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان میں لے آئی۔ چنانچہ میں نے وطن کو خیرباد کہہ کر قادیان کی رہائش اختیار کر لی۔

آپ مزید برآں کہتے ہیں کہ حضرت نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ پر قدم مارتا ہے اور آپ کا سچا مرید ہے۔ اس کو طاعون نہ چھوئے گی لیکن میں ہی نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلاء ہوا۔ حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ آدمی ہی روز مرے لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود "بدنام کنندہ نکونامے چند" تاہم حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے عرض کیا کہ اس کا باپ بھی اس کو لینے آیا تھا۔ لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہ کیا۔ حضرت صاحب نے باوجود اس سخت کمزوری کے میرے لئے دعا کی اور دوا بھی خود بھی تجویز فرمائی پھر حضور خود کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے۔ اور دو تین وقت روزانہ میری خبر منگواتے یہ کمال شفقت ایک گمنام شخص کے لئے جو نہ دنیوی اور دینی لیاقت رکھتا نہ کوئی دینی و دنیوی وجاہت ایک ادنیٰ اور ذلیل خادموں میں سے تھا

آپ بتاتے ہیں کہ میرا ایمان ہے کہ میں آپ کی دعاؤں سے ہی بچ گیا۔ ورنہ جن دنوں میں بیمار ہوا۔ طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی لوگ بچتے تھے میرے لئے یہ اخلاق کریمانہ قولی اور فعلی ایسے تھے کہ نقش فی الحجر۔ مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی۔ اس لئے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہو گیا۔ اب میری یہی دعا ہے کہ میرا انجام بخیر ہو جائے۔ میں اس محسن و محبوب سے مر کر بھی جدا نہ ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

(سیرۃ مسیح موعود حصہ دوم مؤلفہ عرفانی صاحب صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۳)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی اپنی کتاب تذکرۃ المہدی حصہ دوم کے صفحہ ۲۸۱ پر بیان کرتے ہیں کہ قادیان کے پاس کے گاؤں کا ایک سکھ جاٹ مجھ سے بیان کرتا تھا کہ میں (حضرت) مرزا صاحب سے ۲۰ سال بڑا ہوں بڑے مرزا صاحب (یعنی حضور کے والد ماجد) کے پاس بکثرت میری آمد و رفت تھی میرے سامنے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کوئی بڑا افسر یا رئیس آتا تو دوران گفتگو پوچھتا آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ کہتے کہ وہ تو الگ ہی رہتا ہے وہ لڑکیوں کی طرح شرم کرتا ہے۔ اس لئے کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔ پھر آپؑ کو بلواتے۔ آپ آنکھیں نیچی کئے ہوئے آتے اور والد صاحب سے کچھ فاصلہ پر سلام کر کے بیٹھ جاتے۔ بڑے مرزا صاحب ہنستے ہوئے فرماتے اب تو آپ نے اس دلہن کو دیکھ لیا ہے۔

پیر صاحبؓ بتاتے ہیں کہ وہی جاٹ ایک دفعہ آیا۔ ہم گول کمرہ میں کھانا کھا رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ

(باقی صفحہ ۱۱ پر دیکھئے)

علاقہ مری پیڈا کا تبلیغی و تربیتی دورہ!

★تائیدِ الٰہی کے ایمان افروز نظارے ★۱۲ بارہ افراد کا قبولِ احمدیت
★ایک مسجد کا افتتاح ـــ اور ـــ نئی جماعت کا قیام

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضلؔ مبلغ انچارج آندھرا پردیش

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مری پیڈا میں گذشتہ سال اور امسال بعض دوستوں نے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ اسی بستی میں پہلے احمدی محبوب احمد خاں صاحب اور دوسرے شیخ محبوب علی خاں صاحب جو سرگرمی سے فریضۂ تبلیغ سرانجام دے رہے ہیں۔ خانصاحب بذریعہ خط وکتابت خاکسار سے رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ تین میل کے فاصلہ پر گونڈسے پوری میں بھی مسلمان ہیں۔ وہاں عاشور خانہ کی زمین، جو نظام حیدرآباد دکن کے زمانہ میں ملی تھی۔ احمدیت کے اثر کے تحت گذشتہ رمضان المبارک سے قبل مسجد میں تبدیل کر دی گئی۔ اور محرّم منانا بھی ترک کر دیا۔ سرکردہ و سمجھدار طبقہ نے محترم خانصاحب کے توسط خاکسار کو بلوایا۔ خاکسار دعائیں کرتا ہوا۔ اور حضرت اقدس و نظارت کی خدمت میں چٹھیات لکھ کر ۵ر دسمبر (فتح) کو مری پیڈا پہنچا احباب جماعت سے ملاقات ہوئی۔ ۶ر فتح کو باہمی مشورہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر مری پیڈا بنگلہ پہنچ گئے۔ وہاں بلاک میں کچھ مسلمان ملازمت پیشہ ہیں، کچھ دکاندار بھی ہیں۔ ایک مسجد بھی ہے۔ ظہر سے قبل ہم لوگ پہنچ گئے۔ ان لوگوں نے سخت مخالفت کی۔ اور مسجد میں ہمیں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اُن کو سمجھایا گیا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں ذکر الٰہی کرنے والوں کو روکے۔ مگر وہ لوگ نازیبا الفاظ استعمال کرتے رہے۔ اور ہم نرمی سے ان کو سمجھاتے رہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہماری نماز تو سب جگہ ہو جائے گی۔ اگر آپ اپنی بات پر مُصر ہیں تو ہم دوسری جگہ نماز ادا کر لیں گے۔ لیکن آپ لوگ بہت بڑے گناہ کے مُرتکب ٹھہریں گے۔ جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں نجران کے عیسائیوں کو بھی اپنے طور پر عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ بہرحال ہم لوگ واپس چلے آئے۔ اور دوسرے روز گونڈسے پوری پہنچے۔ نماز جمعہ ادا کی اور بعد نماز جمعہ بستی کے سرکردہ مسلمانوں نے بیعتیں کر لیں۔ ۱۲ افراد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اور بعد نماز مغرب ایک عظیم الشان جلسہ جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مسجد کے صحن میں منعقد ہوا۔ یہ مسجد احمدیہ کے افتتاح کا جلسہ تھا۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں غیر مسلم دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ بستی کے دلیس مکھ تیناب رنگاریڈی صاحب نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نومسلم گوردی دیوی پیٹ سے مکرم عبدالنبی صاحب اور مکرم عبدالعزیز صاحب کی نمائندگی کرتے ہوئے پہنچ گئے تھے۔ موصوف نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے اور جلسہ کو اچھی طرح سے چلانے کے لئے بڑی محنت کی۔ تلاوت قرآن کریم محبوب خاں صاحب نے کی نظم شیخ محبوب علی صاحب نے پڑھی خاکسار نے توحید، خدمت خلق سچائی وغیرہ پر اسلام اور ہندو مذہب کی تعلیمات سے روشنی ڈالی۔ اور پیشوایان مذاہب کا احترام قرآن کریم اور جماعت احمدیہ کے نظریات سے بتایا۔ اور موعود اقوام عالم کی دورِ حاضر میں بعثت پر ہندو دھرم کی رو سے روشنی ڈالی اور وفات مسیحؑ کی وضاحت کی۔

مسجد بنانے کے متعلق شہر کے غیر مسلموں نے بھی تعاون پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کے دل میں بھی ڈال دیا۔ کہ عاشور خانہ کی بجائے یہاں مسجد ہو۔ اور مسلمانوں نے بھی اس کو پسند کیا۔ چنانچہ مسجد کے بنانے میں غیر مسلموں نے مالی تعاون بھی کیا۔ اس لئے خاکسار نے جماعت احمدیہ کی جانب سے غیر مسلم دوستوں کا شکریہ بھی ادا کیا تقریر بہت پسند کی گئی۔ اور آخر میں بستی کے سرکردہ غیر مسلم دوستوں کی جانب سے آئندہ بھی اس سلسلہ میں بھرپور تعاون دینے کا وعدہ کیا گیا۔ خاکسار نے بتایا کہ ہندو مسلم ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ حسب موقعہ تعاون کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے کہ مسجد بنانے کے ساتھ اس احاطہ میں ایک جگہ کھودنے پر پانی نکل آیا۔ اور اس طرح ایک باؤلی بھی مسجد میں ہو گئی ہے۔ جبکہ ارد گرد سالہاسال سے کوشش کی جا رہی تھی کہ پانی نکل آئے۔ لیکن سب جگہ پتھر ہی نکلتا رہا۔ اب ہندو مسلمان سب ہی اس پانی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے۔ اور ہماری رد میں اس کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ اگر ایک جگہ ہمیں مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا تو دوسرے ہی روز ایک نئی جماعت مع مسجد اور کنوئیں کے مل گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ سب کچھ خلافتِ حقہ احمدیہ کی برکت کا نتیجہ ہے۔ اور حضور انور نے جو "غلبہ اسلام، غلبہ اسلام" کے الفاظ کو بڑی قوت سے بلند فرمایا ہے اسی کے یہ اثرات ہیں۔

عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو روحانی جسمانی اعتبار سے مضبوطی عطا فرمائے اور ارد گرد کی بستیوں میں احمدیت اور اسلام کے پھیلانے کا موجب بنائے آمین۔

گونڈسے کے معنی تلگو زبان میں "دل" کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدیت کے حق میں اس بستی کے ماحول کے دلوں کو فتح کرنے کا باعث یہاں کے احمدیوں کو بنا دے آمین۔ مکرم محبوب احمد خاں صاحب کے یہ لوگ زیر تبلیغ تھے۔ اور موصوف کے نسبتی بھائی فخرالدین صاحب اسی بستی کے ہیں۔ جنہوں نے چھ ماہ قبل بیعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو برکت عطا فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

درخواستہائے دُعا

(۱) عبدالرحمان صاحب کی لڑکی عزیزہ وحید النساء اہلیہ عبدالرشید صاحب بوجہ آپریشن زچگی اور زخم جلد مندمل نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ سے ہسپتال میں ہیں اور بہت تکلیف میں ہیں۔ اسی طرح نومولود بچی کا مزاج اچانک بگڑ جانے کی وجہ سے کافی پریشانی ہے احباب جماعت سے زچہ بچہ کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ حکیم صاحب نے اعانت بدر میں مبلغ ۵/- روپے ارسال کئے ہیں۔ (خاکسار۔ مظفر احمد فضل مبلغ کیبلی)

(۲) مکرم نفل محمد صاحب آف بھوگاؤں لمبے عرصہ سے مہلک بیماری میں مبتلا رہیں۔ اب ان سے تمام بزرگان سلسلہ سے ان کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔
(خاکسار مظفر احمد امروہی متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

(۳) مکرم یومی الدین صاحب آف کوڈالی کیرالہ کو کچھ کاروباری مشکلات اور پریشانیاں ہیں ان کے ازالہ کے لئے دعا کی درخواست ہے انہوں نے درویش فنڈ کی مد میں ۲۵/- روپے ارسال کئے ہیں۔ (ناظر بیت المال (آمد) قادیان)

(۴) خاکسار ایک سال سے بیکار ہے باعزت روزگار کے لئے تمام احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دعاؤں کی درخواست ہے (خاکسار بدرالدین آسنور)

(۵) خاکسار کے چچا جان ایک عرصہ سے علیل ہیں کامل صحت کے لئے تمام احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ (خاکسار۔ محمد یوسف قریشی گلبرگہ)

(۶) مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت یاری پورہ اکثر بیمار رہتے ہیں کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے مکرم مولوی محمد یوسف شاہ صاحب اسلام آباد کو بھی کمزوری کی تکلیف ہے اور مکرم محمد شاہ صاحب تبلیغی نیچ بہاڑہ کی دنیاوی تہ ترقیات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار اپنے لئے خادم دین بننے کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہے۔
([illegible])

میلاپالیم میں کامیاب جلسۂ عام

سنٹرل جیل میں تبلیغ ★ دو بیعتیں

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج تامل ناڈو

مدراس سے ۔۔۔ میل دوری پر واقع جماعت احمدیہ میلاپالیم (تامل ناڈو) کی مستعد اور کام کرنے والی جماعت ہے۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے یہاں باقاعدہ ہر ماہ لاؤڈ اسپیکر کی مدد سے پبلک میں تبلیغی جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ مقامی عزیزین کے علاوہ جماعت احمدیہ ساتان کلم (Satan Kalam) میں مقیم مکرم مولوی محمد علوی صاحب فاضل مبلغ سلسلہ بھی ہر جلسہ کو مخاطب کرتے ہیں۔ خاکسار کو بھی کئی جلسوں کو مخاطب کرنے کی توفیق ملی۔

اس کے علاوہ اس جماعت نے مقامی مرکزی قیدیوں کے جیل خانہ کے مسلم قیدیوں سے رابطہ رکھا۔ ان قیدیوں کو تین چار دفعہ مخاطب کرنے کی توفیق خاکسار کو بھی ملی۔ ان سے بذریعہ خط و کتابت باقاعدہ رابطہ جاری ہے۔ ان میں دو افراد کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اس علاقہ میں رسالہ "راہ امن" کے کئی خریدار ہیں اور اس رسالہ کی طرف تعلیم یافتہ اور روشن خیال نوجوانوں کی توجہ اور رغبت کو دیکھ کر اسی علاقہ کے رہنے والے دو غیر احمدی رسالے "رحمت" اور "جماعۃ العلماء" سے احمدیوں کے خلاف مضامین شائع کرنے کے علاوہ ہمیں بے نقط سنانا اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اپنے رسالہ کے ذریعہ ان مولویوں کے غلط پروپیگنڈے کا جواب دینے کا موقع ملتا رہا ہے جس سے ۔۔۔ بفضلہ تعالیٰ بہترین تبلیغی میدان کھل گیا ہے۔

جلسۂ عام

یہاں اب تک تبلیغی جلسۂ عام مشن ہاؤس میں یا اس کے باہر ہی منعقد ہوتا آیا تھا۔ اس کی وجہ شدید مخالفت تھی۔ لیکن اب پہلی دفعہ یہاں کے پبلک بازار کے وسط میں جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے لئے زیر تبلیغ نوجوانوں کا زبردست تعاون حاصل تھا۔ چنانچہ مورخہ ۱۱ر نومبر کی شام کے سات بجے یہاں کے Main Bazaar میں مکرم مولوی محمد علوی صاحب فاضل کی صدارت جلسہ منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں شرکت کے لئے کئی ہفتے قبل خاکسار کو اطلاع دی گئی تھی۔ چنانچہ مورخہ ۹ر نومبر کو مدراس سے روانہ ہو کر دوسرے دن میلاپالیم پہنچا۔

خاکسار کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ مکرم پی۔ ایس اسمٰعیل صاحب مکرم حسن ابوبکر صاحب بی۔ ایس۔ سی بی ٹی اور مکرم مرزا اسمٰعیل صاحب کی مختصر تقاریر کے بعد خاکسار نے موجودہ مسائل اور جماعت احمدیہ کے عنوان پر تامل زبان میں پونے دو گھنٹہ کی تقریر کی مکرم صدر صاحب کے خطاب کے بعد ٹھیک دس بجے یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جلسہ کا یہاں بہت بہترین تاثر پیدا ہوا ہے۔ غیر احمدی مولویوں نے جماعت کے متعلق جو غلط پروپیگنڈہ کر رکھا ہے وہ ایک حد تک زائل ہو چکا ہے۔ بہرحال مخالفانہ ماحول اب آہستہ آہستہ تبدیل ہو رہا ہے۔

تربیتی اجلاس

مورخہ ۱۰ر نومبر شام کو بعد نماز مغرب و عشاء دار التبلیغ میں خاکسار کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ خاکسار نے اور مولوی محمد علوی صاحب نے مخاطب کیا اس میں تمام احمدیوں کے علاوہ زیر تبلیغ افراد نے بھی شرکت کی اجلاس کے برخاست ہونے تک مختلف مسائل پر سوال و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔

بیعتیں

مورخہ ۱۱ر ۱۲ر تاریخوں میں دار التبلیغ میں خوب چہل پہل رہی احمدیوں کے علاوہ خاصی تعداد میں غیر احمدی زیر تبلیغ مشن ہاؤس میں آتے رہے۔ اور مختلف مسائل پر گفت و شنید ہوتی رہی۔ اسی اثناء میں دو افراد کو جن میں ایک ہائی اسکول کے تامل مدرس ہیں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ اسی موقعہ پر ایک غیر احمدی نوجوان نے تمام حاضرین کی خدمت میں اپنی طرف سے شیرینی اور مشروبات کا انتظام کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلص نوجوان کو بھی ہدایت عطا فرمائے اور ان دونوں نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

سنٹرل جیل میں تبلیغ

مورخہ ۱۱ر نومبر صبح ۱۰ تا ۱۱ بجے یہاں کے مرکزی قیدخانہ میں مسلم قیدیوں کا اجلاس بلا کر انہیں مخاطب کیا۔ اس کے لئے قبل ازیں سپرنٹنڈنٹ صاحب آف جیل سے اجازت لے لی تھی۔ ان قیدیوں کو خاکسار نے ایک گھنٹہ تک موقع اور محل کی مناسبت سے مخاطب کیا۔ اس کے بعد مختلف مسائل پر سوال و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ اس موقعہ پر خاکسار کے ہمراہ مکرم مولوی محمد علوی صاحب اور جماعت احمدیہ میلاپالیم کے چار عہدیدار بھی شامل تھے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان قیدیوں میں سے دو افراد کو چند ماہ قبل بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے ان دونوں میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی جس کا عہدیداران جیل پر بھی بہت اچھا اثر ہے۔ اس رمضان المبارک میں بھی پچھلے سالوں کی طرح اکثر قیدیوں کو روزے رکھنے کی توفیق ملی۔ اس کے لئے عہدیداران جیل کی طرف سے خاص مراعات دی گئیں۔ یعنی دوپہر کے بعد ہر روزہ دار قیدی کو رخصت دی گئی۔ افطاری اور سحری کیلئے خاص کھانے تیار کرنے کی اجازت دی گئی۔ پنجوقتہ نماز اور تراویح کے لئے ایک کمرہ الگ کر کے دیا گیا۔ ان تمام امور کی نگرانی عہدیداران جیل کی طرف سے ان دونوں احمدیوں کے سپرد کی گئی تھی۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کے نیک نمونہ سے دیگر قیدیوں پر بڑا اچھا اثر ہوا ہے۔ ان قیدیوں میں باقاعدہ رسالہ "راہ امن" پہنچ رہا ہے۔ اور دیگر سلسلہ کے لٹریچر بھی بھیجے جا رہے ہیں۔ یہاں کے تمام پروگراموں سے فارغ ہو کر خاکسار مورخہ ۱۳ر نومبر کو واپس مدراس پہنچا۔

آخر میں تمام قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں زیادہ سے زیادہ احمدیت کا رعب پیدا ہو اور اس بخش پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح اس دورے میں خاکسار کا نفو اور بلغم بھی جو جاری رہا۔ اور خرابی طبیعت جو بیچ درد بھی ہے [illegible] احباب ان کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

تقریب شادی و اظہار تشکر

حیدرآباد ۳۰ر صلح (جنوری) ڈاکٹر ذاکر حسین میموریل ہال میں بعد نماز مغرب و عشاء عزیزم محمد سلطان الدین صاحب فاضل ابن مکرم فاضل کرم علی صاحب کا نکاح عزیزہ صغریٰ بیگم بنت مکرم سید سلیمان صاحب کے ساتھ بعوض دو ہزار روپیہ مہر خاکسار نے پڑھا۔ خطبہ نکاح میں رشتہ ازدواج کے متعلق اسلام کی پرحکمت تعلیم پر روشنی ڈالی گئی۔ سینکڑوں کی تعداد میں مرد و زن احمدی و غیر احمدی احباب نے شرکت کی حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ ۳۱ر صلح کو مکرم فاضل کرم علی صاحب کی جانب سے سینکڑوں افراد کو موصوف کے مدعو شدہ پر دعوت ولیمہ پر مدعو کیا گیا۔ رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ اس مبارک تقریب پر مندرجہ ذیل مدات میں فریقین کی جانب سے چندہ ادا کیا گیا۔

	شکرانہ فنڈ	اعانت بدر
مکرم محمد سلیمان صاحب	۵ —— ۰۰	۵ —— ۰۰
" محمد صلاح الدین صاحب	۱۰ —— ۰۰	۱۰ —— ۰۰

ولادت

مکرم محمد صلاح الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے تین بچیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ بچے کا نام اقبال احمد رکھا گیا ہے۔ بچے کے نیک صالح خادم دین اور لمبی عمر پانے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

اس موقعہ پر موصوف نے پانچ روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدرآباد

ذکرِ حبیب علیہ السلام .... بقیہ صفحہ (۸)

مرزا جی کہاں ہیں ؟ ہم نے کہا کہ اندر ہیں۔ اس وقت آپ کے باہر آنے کا وقت نہیں۔ اس پر اُس نے خود ہی بے دھڑک آواز دے دی کہ مرزا جی ذرا باہر آؤ۔ حضور آواز سُن کر ننگے سر باہر تشریف لے آئے۔ اور اُسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا، سردار صاحب! خوش ہو۔ بہت دنوں کے بعد ملے۔ اس نے کہا ہاں میں خوش ہوں۔ مگر بڑھاپے نے ستا رکھا ہے۔ چلنا پھرنا بھی دشوار ہے۔ پھر زمینداری کے کام سے فرصت کم ملتی ہے۔ مرزا جی آپ کو وہ پہلی باتیں بھی یاد ہیں۔ بڑے مرزا صاحب مجھے بھیج کر آپ کو اپنے پاس بلا بھیجتے تھے۔ اور آپ کو بڑے افسوس کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ افسوس میرا یہ لڑکا دنیا کی ترقی سے محروم رہا جاتا ہے۔ آج وہ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ کس طرح بڑے بڑے لوگ دُور دُور سے آکر اس کے در کی غلامی کرتے ہیں۔ حضور یہ باتیں سُن کر مسکراتے جاتے تھے۔ اور پھر فرمایا ہاں مجھے یہ ساری باتیں یاد ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اور پھر بڑی محبت سے اُسے فرمایا کہ ٹھہرو۔ میں کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ اور مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت اُس جاٹ نے کہا، آپ کے والد صاحب بعض اوقات آبدیدہ ہو کر کہتے تھے کہ غلام احمد نیک اور پاک ہے۔ جو حال اس کا ہے وہ ہمارا کہاں ہے؟ یہ باتیں سناتے ہوئے وہ سکھ جاٹ خود بھی چشم پُر آب ہو گیا اور کہنے لگا آج مرزا غلام مرتضیٰ زندہ ہوتا تو کیا نظارہ دیکھتا۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آلِ محمّدٍ وبارِک وسلِّم انّک حمیدٌ مجید۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

درخواستِ دُعا: مکرم ڈاکٹر سید جلال الدین شاہ صاحب کے بیٹے عزیز ڈاکٹر سید نظام الدین شاہ صاحب نے ایک محکمانہ انٹرویو میڈیکل آفیسر کے چانس کے لئے دیا ہے۔ میں احباب جماعت سے اس نیچے کی نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی اور ترقی عطا فرمائے۔ اور ان کے دین و دُنیا کو بہتر کرے۔ خاکسار صاحبزادہ مرزا وسیم احمد

"اطاعت خلاصہ ہے دین کا" بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

یہ اجتماعیت اس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتی جب تک تمام مسلمان من حیث المجموع ایک ہاتھ پر جمع نہ ہوں۔

اس ہاتھ کو اوّل نمبر پر نبیٔ وقت کے وجود سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کے اس جہانِ فانی سے گزر جانے کے بعد اس کے جملہ مقاصد کی تکمیل کے لئے الاماشاء اللہ یکے بعد دیگرے اس کے نائبین اور خلفاء ساری اسلامی جمعیت کا نقطۂ مرکزی بن جاتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ شخص جس نے زمانۂ نبوی میں اس مبارک وجود سے اپنا رشتہ استوار نہ کیا وہ بہت بڑی نعمت سے محروم رہا۔ اور بالکل ایسے ہی جس نے اس کے نائبین اور خلفاء کے زمانہ میں اُن سے روگردانی کی، اور ان کے ذریعہ سے اسلامی جمعیت کے حبل اللہ کو تھام لینے میں کوتاہی کی وہ بھی خوش نصیب نہیں کہا جا سکتا۔ وجہ یہ کہ نبیٔ وقت یا اس کے نائبین یا خلفاء تو مسلمانوں کی ہیئتِ جامعہ کے لئے مرکزی وجود ہیں۔ در حقیقت صورت یہی ہے کہ ان ہی نائبین رسول یا خلفاء رسول نے جماعت کے شیرازے کو زیادہ مستحکم کرنے کے لئے تنظیم جاری فرمائی۔ اس سے وابستہ رہنا جماعتی زندگی ہے۔ اور اس سے انحراف اپنی روحانی زندگی پر اپنے ہاتھ سے موت کے دستخط کرنے کے مترادف ہے۔

الغرض ہماری آج کی گفتگو نظام کی اطاعت کے اہم مسئلہ پر تھی۔ جہاں تک ہم سے ہو سکا ہم نے اس بات کو قرآن، حدیث اور سنتِ نبوی اور خلفاء راشدین کے پاک نمونوں سے واضح کر دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ اب یہ جماعت کے ہر فرد کا کام ہے کہ خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو یا بڑے سے بڑا، اطاعت گزاری کے چند ... کسی نوع کا فرق نہیں سمجھا جانا چاہیئے۔

قرآن کریم میں جو آدمؑ اور ابلیس یا شیطان کے قصہ کا متعدد بار ذکر کیا گیا ہے تو اس میں بھی بالواسطہ طور پر اسلامی جمعیت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ روحانی نقطۂ نظر سے اس قصہ میں بہت بڑا سبق بھی ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام نے جب اسلام کی بڑے ہی جامع الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے فرمایا ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

تو دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی جس چیز کو اسلام کا خلاصہ اور نچوڑ قرار دیا وہ کامل اطاعت اور فرمانبرداری ہی ہے ـــــ!!

پھر یہی وہ اہم بات ہے جس کا ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصایا میں قرآن کریم نے ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭيٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (البقرہ: آیت ۱۳۳)

کہ اے بچو! تم خوش قسمت ہو جن کو خدمتِ دین کے لئے چن لیا گیا۔ اب تمہارا کام ہے کہ زندگی کے آخری سانس تک تم کامل فرمانبردار اور اطاعت گزار بنے رہو۔

اس لئے قابلِ صد رشک ہے ایسی موت اور قابلِ صد مبارکباد ہیں ایسے والدین جو خود بھی ایسا اعلیٰ نمونہ ہوں اور اپنے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا سا ایسا پیارا بیٹا چھوڑ جائیں جس کی زبان پر بس یہی دعا جاری رہے کہ :-

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ۔

اور آسمان سے فرشتوں کی آواز آئے کہ، آمین! آمین!!

اللّٰہ عبدہٗ الیس اللّٰہ بکافٍ
انگوٹھیاں
مختلف ڈیزائن زنانہ و مردانہ
قیمت واجبی: چھلہ قیمت -/۶ روپے۔ زنانہ و مردانہ سادہ قیمت -/۷ روپیہ۔
اعلیٰ ڈیزائن وزن میں زیادہ قیمت -/۱۲ روپے۔ ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔
★ــــ مبلغ پچاس روپے یا اس سے زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ ہمارے ذمہ ہوگا۔ وی۔ پی منگوائیں یا خود ملیں :-
خاکسار: طاہر احمد عارف محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں
کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔ پتہ نوٹ فرمالیں :-
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
فون نمبرز: دُکان 23-1652 / 23-5222
مکان 34-0451
تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں!
آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۵ فیرس لین کلکتہ ۱۲
AZAD TRADING CORPORATION,
55 FEARS LANE CALCUTTA-12.

ضروری اعلان

بسلسلہ انتخابات عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان یکم مئی ۱۹۷۴ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء

نئے سہ سالہ انتخابات عہدیداران کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی ہدایات

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء و صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مشاورت ۱۳۴۹ ہش (۱۹۷۰ء) کے فیصلہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے بعد جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء و صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران کے جو سہ سالہ انتخابات ہوں گے ان میں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے گا۔

(۱) موجودہ امراء و صدر صاحبان کے نام دوبارہ پیش نہیں ہو سکیں گے۔ سوائے اس کے کہ انہیں قرآن کریم ناظرہ آتا ہو۔ اور اپنی جماعت کے کم از کم ۳۳ فیصدی کو قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کر دیا ہو۔

(۲) دیگر عہدیداران جماعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتے ہوں۔ بصورت دیگر ان کا نام کسی عہدہ کے لئے پیش نہیں ہو سکے گا۔

نوٹ: (الف) نئے سہ سالہ انتخابات ہونے میں ابھی اڑھائی ماہ کا عرصہ باقی ہے۔ لہٰذا احباب قرآن کریم سیکھنے کی طرف فوری توجہ دیں۔ قبل ازیں نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ اعلان اخبار بدر مورخہ ۲۵/۱/۷۳، ۱/۲/۷۳، ۸/۲/۷۳، ۱۵/۲/۷۳ اور ۲۹/۳/۷۳ میں احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔

(ب) جو دوست قرآن کریم ناظرہ جانتے ہوں وہ پوری کوشش سے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ فرمائیں۔ کیونکہ یکم مئی ۱۹۷۷ء سے اپریل ۱۹۸۰ء (۱۳۵۶ ہش تا ۱۳۵۹ ہش) کے عرصہ کے لئے جو انتخابات ہوں گے ان میں عہدیداران کے لئے قرآن کریم باترجمہ جاننا ضروری ہوگا۔

اس لئے نظارت ہذا درخواست کرتی ہے کہ نئے انتخابات کے سلسلہ میں مبلغین کرام و انسپکٹران مال آئندہ اپنے اپنے حلقوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے عہدیداران جماعت کو توجہ دلائیں کہ آئندہ سہ سالہ انتخابات میں انہیں عہدیداران کا نام پیش ہو سکتا ہے جو حضور کے ارشاد مذکورہ بالا کو پورا کرنے والے ہوں گے۔

نظارت ہذا انشاء اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا ارشاد کی کاپیاں سائیکلوسٹائل کروا کر امراء و صدر صاحبان جماعت کو انفرادی طور پر بھجوانے کا انتظام بھی کر رہی ہے۔ اور انتخابات کے طریق کار کے لئے مطبوعہ قواعد انتخابات کی کاپیاں بھی سرکلر ہذا کے ساتھ بھجوا دی جائیں گی۔ تاکہ نئے انتخابات اس کی روشنی میں عمل میں لائے جا سکیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

دعائے مغفرت

(۱) میرے بزرگوار خسر محترم محمد عبد الرزاق صاحب بنگلوری تاجر اگربتی سکندر آباد میں ۲۰ دسمبر ۱۹۷۳ء روز جمعرات اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت درجہ مخلص پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ سلسلہ کا درد رکھنے والے اور مفاد غیرت سلسلہ کو پیش نظر رکھنے والے تھے۔ اپنی پانچ بیٹیاں قادیان میں بیاہیں۔ احمدیت کی وجہ سے والدین کی جائیداد سے محروم کر دیئے گئے اور قبول احمدیت پر مخالفت کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مگر مضبوطی سے احمدیت پر قائم رہے۔ احباب جماعت سے مرحوم کے بلندی درجات اور اعلیٰ علیین میں جگہ ملنے اور جملہ لواحقین کے صبر جمیل کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۳ء بروز جمعۃ المبارک مسجد اقصیٰ قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ مرحوم نے سات لڑکیاں اور پانچ لڑکے اپنی یادگار چھوڑے ہیں ان میں سے چھ لڑکیاں اور تین لڑکے شادی شدہ ہیں۔

(۲) اسی طرح مکرم نذیر احمد صاحب ابن حضرت سیٹھ غلام قادر صاحب شرقی بنگلوری تاجر اگربتی سکندر آباد میں مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۴ء بروز منگل وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے چھوٹے چھوٹے بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت ان کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو صبر جمیل دے۔ خاکسار: مسعود احمد انیس واقف زندگی قادیان دارالامان۔

دورانِ سال جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

ہر سال مرکز کے زیر اہتمام دورانِ سال میں جماعتیں درج ذیل تفصیل سے جلسے و یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں۔ امسال ۱۳۵۳ ہش بمطابق ۱۹۷۴ء میں جلسوں و یوم التبلیغ منانے کے لئے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ و مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں ان تاریخوں میں جلسے منعقد کرائیں۔ اور یوم التبلیغ منائیں۔ اور کارگذاری کی رپورٹیں بروقت نظارت ہذا میں بھجوائیں۔ مبلغین کرام اس پروگرام کو نوٹ فرمالیں اور اس کے مطابق پوری توجہ سے عمل کریں:-

یوم مصلح موعودؓ	۲۰ تبلیغ (۲۰ فروری ۱۹۷۴ء)	بروز بدھ
" مسیح موعودؑ و مہدی معہود علیہ السلام	۲۳ امان (۲۳ مارچ)	" ہفتہ
" پیشوایانِ مذاہب	۶ اخاء (۶ اکتوبر)	" اتوار
" سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۶ شہادت (۶ اپریل)	" ہفتہ
" خلافت	۲۷ ہجرت (۲۷ مئی)	" پیر
امتحان کتب سلسلہ (دعوۃ الامیر)	نبوت (نومبر)	کسی اتوار کو !
یوم التبلیغ سال میں دو مرتبہ	احسان و اخاء (جون و اکتوبر)	بروز اتوار

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مبلغین کیلئے ضروری اعلان

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ ماہ تبلیغ ۱۳۵۳ ہش مطابق ماہ فروری ۱۹۷۴ء میں جملہ جونیئر شاہدین مبلغین کرام کا امتحان ہوگا۔ لہٰذا بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ امتحان جو اسلامی اصول کی فلاسفی پر مشتمل ہے مورخہ ۱۰ تبلیغ ۱۳۵۳ ہش مطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء بروز اتوار ہوگا۔ مبلغین کرام نوٹ فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایک درویش کو صدمہ

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی کہ مورخہ ۲۵ دسمبر (فتح) کو ہمارے ایک مخلص درویش بھائی مکرم مولوی امیر احمد صاحب کارکن دفتر دعوۃ و تبلیغ (شعبہ نشر و اشاعت) کی والدہ محترمہ ربوہ میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ صرف چند گھنٹے بیمار رہیں اور بعد میں اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئیں۔ اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کی گئیں۔ اگرچہ پیرانہ سالی کے باعث کافی ضعیف ہو چکی تھیں، مگر پھر بھی والدین کا سایہ اپنے بچوں کے لئے رحمت کا موجب ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر مکرم مولوی امیر احمد صاحب سے ادارہ بدر دلی ہمدردی اور اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

دعوتِ ولیمہ

قادیان ۱۷ صلح (جنوری)۔ مکرم مستری محمد دین صاحب درویش نے اپنے بیٹے عزیز مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ پونچھ کی دعوت ولیمہ کی۔ مکرم مستری صاحب نے اپنے گھر پر ہی تقریباً پونے دو سو احباب و مستورات کو مدعو کیا جن میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی، حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ اور محترم صدر الدین صاحب یحییٰ پونتو آف انڈونیشیا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آخر میں حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب نے دعا کرائی۔ خدا تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے باعث برکت بنائے۔ (ایڈیٹر)